ادبِ اطفال
ہنسو اور ہنساؤ
(بچوں کے لطیفے)
مرتب
فیروز بخت احمد

ادبِ اطفال

ہنسو اور ہنساؤ

(بچوں کے لطیفے)

مرتب

فیروز بخت احمد

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔ 110025

سنہ اشاعت : 2016
تعداد : 1100
قیمت : -/25 روپے
سلسلۂ مطبوعات : 1920

Hanso Aur Hansao (Bachon Ke Latife)

By: Firoz Bakht Ahmad

ISBN :978-93-5160-161-6

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک ۔8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی ۔110066 فون نمبر: 26109746
فیکس: 26108159 ای۔میل: ncpulsaleunit@gmail.com
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: ہائی ٹیک گرافکس، ڈی 8/2، اوکھلا انڈسٹریل ایریا، فیز II، نئی دہلی ۔110020
اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

پیارے بچو! علم حاصل کرنا وہ عمل ہے جس سے اچھے برے کی تمیز آ جاتی ہے۔ اس سے کردار بنتا ہے، شعور بیدار ہوتا ہے، ذہن کو وسعت ملتی ہے اور سوچ میں نکھار آ جاتا ہے۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضامن ہیں۔

بچو! ہماری کتابوں کا مقصد تمھارے دل و دماغ کو روشن کرنا اور ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے تم تک نئے علوم کی روشنی پہنچانا ہے، نئی نئی سائنسی ایجادات، دنیا کی بزرگ شخصیات کا تعارف کرانا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اچھی اچھی کہانیاں تم تک پہنچانا ہے جو دلچسپ بھی ہوں اور جن سے تم زندگی کی بصیرت بھی حاصل کر سکو۔

علم کی یہ روشنی تمھارے دلوں تک صرف تمھاری اپنی زبان میں یعنی تمھاری مادری زبان میں سب سے موثر ڈھنگ سے پہنچ سکتی ہے اس لیے یاد رکھو کہ اگر اپنی مادری زبان اردو کو زندہ رکھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ کتابیں خود بھی پڑھو اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھواؤ۔ اس طرح اردو زبان کو سنوارنے اور نکھارنے میں تم ہمارا ہاتھ بٹا سکو گے۔

قومی اردو کونسل نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ اپنے پیارے بچوں کے علم میں اضافہ کرنے کے لیے نئی نئی اور دیدہ زیب کتابیں شائع کرتی رہے جن کو پڑھ کر ہمارے پیارے بچوں کا مستقبل تابناک بنے اور وہ بزرگوں کی ذہنی کاوشوں سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ ادب کسی بھی زبان کا ہو، اس کا مطالعہ زندگی کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

پروفیسر سید علی کریم
(ارتضیٰ کریم)
ڈائرکٹر

فہرست

پیش گفتار

اُردو داں طبقہ کے بچوں کی ذہنی نشو ونما نیز محظوظ کرنے کے لیے ایک ادنیٰ سی کوشش اِس کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ لطیفوں کے اِنتخاب میں بچوں کے معیار کو کلی طور پر ملحوظ خاطر رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کی ترتیب و پیش کش میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ اِملا کی غلطیوں سے بالکل مبرا کر دیا جائے۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کے ذریعہ اختیار کیے گئے اِملا کو اِس کتاب میں برتنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ لطیفوں کے اِنتخاب میں بچوں کے عمر اور اُن کی دلچسپیوں کو بخوبی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اِس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ لطیفہ سے نہ صرف بچوں کو ذہنی حظ حاصل ہو بلکہ اُنھیں برتاوی زندگی میں پیش آنے والے مسائل سے آگہی بھی ہو سکے۔

بچوں میں زبان کو سیکھنے اور اُسے جذب کرنے کے عنصر کو بھی اِس کتاب کی تیاری میں مرکزیت حاصل ہے۔ نتیجتاً سلیس اور سبک لفظوں کے اِنتخاب پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔

تجربات سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو چکی ہے کہ بچے اپنے گرد و پیش سے ہی سیکھتے ہیں لہٰذا، اِس عنصر کا خیال رکھتے ہوئے لطیفوں کو بھی اِس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اُنھیں حقیقی دُنیا سے جوڑ کر دیکھنے میں کوئی دُشواری نہ ہو۔

کتاب میں ایسے بے شمار لطیفے ہیں جو کہیں نہ کہیں روزانہ ہمارے تجربات میں آتے رہتے ہیں۔ اگر بچے اُن حالات سے آگاہ رہیں گے تو اُس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اُس کا

متبادل حل فوراً اُن کے ذہن میں آ جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ متعلقہ مسئلہ سے بخوبی نبرد آزما ہو سکیں گے۔

کتاب میں مافوق الفطری عناصر سے بالکل ہی صرفِ نظر کیا گیا ہے تا کہ بچوں کو حقیقی دُنیا سے قریب تر کیا جا سکے اور اُنھیں حقیقی مسائل سے روبرو کرانے میں خاطر خواہ اِمداد بہم پہنچائی جا سکے۔ اِسی عنصر کے پیشِ نظر لطیفوں میں حالات کو اِس طرح پیش کیا گیا ہے کہ بچے نہ صرف محظوظ ہوں گے بلکہ اُن کے ذریعہ روزانہ کی زندگی میں اپنی بات چیت کو مزید دِلچسپ بنانے کے لیے موثر زبان کا اِستعمال کرنے کے اہل ہو سکیں گے۔

لطیفوں میں کرداروں کے نامانوس ناموں اور حالات سے اِعراض کیا گیا ہے تا کہ بچوں کو اپنے آس پاس کے ماحول اور روزانہ تجربات میں آنے والے الفاظ سے مزید قریب کیا جا سکے اور لفظوں کی وسعت کو متعین کرنے میں اُن کی بھرپور مدد بھی کی جا سکے۔

شعبہ جاتِ زندگانی کی نیرنگیوں کو بھی اِس کتاب میں کلی طور پر شامل کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تا کہ بچے اپنے آس پاس کے حالات کا صحیح طور پر اندازہ کر سکیں اور آئندہ کی زندگی کو زیادہ موثر اور کارآمد بنا سکیں۔

جدید و قدیم موضوعاتِ زندگی مثلاً سیاست، سائنس اور معاشیات نیز ریاضیات جیسے موضوعات پر بھی لطیفوں کو شامل کیا گیا ہے تا کہ بچوں کے کثیر جہتی صلاحیتوں کو جلا بخشی جا سکے۔

اُمید ہے کہ یہ کتاب بچوں میں ادب کے تئیں نہ صرف دِلچسپیوں کے فروغ میں معاوِن ہوگی بلکہ اُن کے لسانی ذخیرہ میں بھی خاطر خواہ اِضافہ بھی کرے گی۔

فیروز بخت احمد

دو لفظ

کتاب کے مرتب جناب فیروز بخت احمد کی شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اپنی شعوری زندگی کے آغاز سے ہی پڑھنے لکھنے میں مصروف رہے ہیں۔ اپنی صلاحیت خداداد کو ہمیشہ تعمیری عناصر کے لیے ہی اِستعمال کیا ہے۔

جب وہ محض گیارہ برس کے تھے تبھی سے اُن کے ذریعہ تحریر کردہ کہانیاں، لطیفے اور پہیلیوں کے حل نیز سوالوں کے جواب معاصر مقبول رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے۔ اُس دور کے مقبول ترین ماہنامے ''پیام تعلیم''، ''کھلونا''، ''ثانی'' وغیرہ میں اُن کی تحریریں شائع ہوا کرتی تھیں۔

اُن کی پیدائش 17 مئی 1960 کو گہوارۂ علم وفن اور تہذیب وثقافت یعنی پرانی دہلی کے احاطہ کالے صاحب میں ہوئی۔ گھر اور ماحول میں اُردو زبان وادب کا دوردورہ رہا۔ اِبتدائی تعلیم علاقہ میں ہی حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تدریسی فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

مرتب ایک معروف کالم نویس ہیں۔ اُن کا رہوار قلم تمام شعبہ جات زندگانی میں نہایت بے باکی کے رواں دواں ہے۔ وہ بیک وقت اُردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں معاصر سیاسی، سماجی اور دیگر موضوعات پر یکساں دسترس رکھتے ہیں۔ اُن کے گراں قدر مضامین نے ہندوستان خصوصاً اُردو داں طبقہ کو حالات سے نبرد آزما ہونے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

مرتب ایک سماجی کارکن بھی ہیں۔ اُنھوں نے اپنی ذاتی زندگی کے مصروفیات سے اپنے بیش قیمتی اوقات کو نکال کر بہت سے اہم اُمور خصوصاً تحفظ آثارِ قدیمہ کے لیے بیش بہا اقدامات کیے ہیں۔ اُن کی ہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ حویلی غالب کی بازیابی ممکن ہوسکی اور علاقائی مفادات کے پیش نظر اُس میں مثبت سرگرمیاں ممکن ہوسکیں۔ اِس کے علاوہ مزارِ مولانا ابوالکلام آزاد نیز مادرِ علمی اینگلوعربک اسکول کے لیے بھی اُنھوں نے اپنی گراں قدر خدمات اور اپنے مفید مشورے پیش کیے۔

اُنھوں نے ہندوستان کی نامور ہستیوں کے ساتھ نہ صرف اِظہار خیال کیا بلکہ اُن کے سامنے فلاحِ معاشرہ جیسے عناصر کو بھی نہایت پرزور طریقہ سے رکھا تاکہ ہندوستانی معاشرہ خصوصاً مسلم معاشرہ کی ہمہ جہت اِرتقا میں اہم پیش رفت ہو سکے۔

وہ کئی ایک معروف کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اُنھوں نے ایسے موضوعات پر قلم اُٹھایا ہے جو دیرپا نیز جگرکاوی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اپنی تمام تر مصروفیات سے وقت نکال کر تعلیم خصوصاً اُردو میڈیم اسکولوں کے سامنے درپیش مسائل اور اُس کے تصفیہ کے بارے میں مسلسل غوروخوض کرتے رہے ہیں۔

اُردو تعلیم اور اِرتقا جیسے موضوعات پر اُنھوں نے خصوصی دھیان دیا ہے تاکہ اُردو کو نہ صرف ہندوستانی سطح پر مقبول کیا جائے بلکہ اُسے ہندوستانی مشترکہ تہذیب کا آئینہ دار بنایا جا سکے۔ اُن کی ہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اُردو زبان میں ایسے ایسے موضوعات پر مضامین مل جائیں گے جو اُردو میں مشکل سے ہی لکھے جاتے ہیں۔

مرتب کا تعلق خانوادۂ آزاد سے ہے لہٰذا، اُنھوں نے مولانا ابوالکلام آزاد پر نہ صرف اُردو، ہندی اور انگریزوں زبانوں میں بے شمار مضامین لکھے ہیں بلکہ اُن کی شخصیت اور خدمات پر مسلسل کتاب بھی لکھی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد پر ہندی زبان میں کتاب اپنے حتمی مرحلے میں ہے۔ پروردگارِ کائنات کی رحمتیں اگر شامل حال رہیں تو عنقریب ہی مولانا ابوالکلام آزاد پر ہندی زبان میں ایک معیاری کتاب قارئین کے لیے دستیاب ہوگی۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ

ہنسو اور ہنساؤ (بچوں کے لطیفے)

اِلیکشن مہم کے دوران ایک اُمیدوار نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''خواتین وحضرات! جو کل گزر گیا وہ ماضی تھا اور آنے والا مستقبل ہے۔ گزرے ہوئے کل اور ماضی کو بھول جایئے، ماضی کی ہر بات بھول جایئے۔''

سامعین میں سے ایک آواز آئی: ''لیکن میرے پچاس ہزار روپے مت بھولنا جو تم نے ماضی میں اُدھار لیے تھے۔''

ایک دوست (دوسرے سے)، ''میرے دو بچوں کے نام عبدالکریم اور افضل کریم ہیں۔ اب تیسرے بچے کا کیا نام رکھوں؟''

دوسرا دوست، ''تیسرے کا نام آئس کریم رکھ لو۔''

ایک صاحب بس سے سفر کر رہے تھے۔ بس کنڈکٹر کو ٹکٹ کے لیے بیس کا نوٹ دیا۔ نوٹ تھوڑا پھٹا ہوا تھا۔ کنڈکٹر نے کہا: ''یہ نوٹ نہیں چلے گا۔ دوسرا نوٹ دیجیے۔''

مسافر نے کہا: ''اِس نوٹ کو کیا ہو گیا ہے۔''

کنڈکٹر نے کہا: "یہ نوٹ پھٹا ہوا ہے۔ تازہ نوٹ دیجیے۔"
مسافر نے اپنی جیب سے دوسرا نوٹ نکالا اور کہا: "یہ لیجیے بھاپ نکلتا ہوا نوٹ۔"

مرنے کے بعد ایک شخص کو جہنم میں لے جایا گیا۔ فرشتے نے اُسے جہنم کے تین درجے دِکھائے اور کہا کہ جو درجہ تم پسند کرو تمھیں اُسی میں ڈال دیا جائے گا۔ پہلے درجے میں گناہ گار لوگ پتھروں پر سر کے بل کھڑے تھے۔ دوسرے درجے میں گناہ گار کانٹوں میں سر کے بل کھڑے تھے۔ تیسرے درجے میں لوگ کیچڑ میں کھڑے چائے پی رہے تھے۔
اُس شخص نے تیسرے درجے کو پسند کیا اور فرشتے نے اُسے اُس درجے میں پہنچا دیا۔
جب وہ شخص وہاں پہنچا تو ایک بڑا فرشتہ آیا اور بولا: "چلو بھئی، چائے کا وقفہ ختم۔ سب سر کے بل کھڑے ہو جاؤ۔"

عورت (دُکان دار سے): "تم نے ساڑی کی پورے ایک سال کی گارنٹی دی تھی لیکن یہ تو صرف چار ماہ بعد ہی خراب ہوگئی۔"
دُکان دار: "بیگم صاحبہ! یہ پورے ایک سال چلی ہے۔ چار ماہ آپ کے پاس اور آٹھ ماہ میری دُکان پر۔"

ایک شخص کو اپنی فضول خرچی کا اِحساس ہوا تو اُس نے بچت کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اُس روز وہ دفتر سے گھر جانے کے لیے بس میں سوار ہونے کی بجائے بس کے پیچھے بھاگتا ہوا گھر پہنچا اور ہانپتا ہوا بیوی سے بولا: "دیکھو! آج میں گھر تک بس کے پیچھے دوڑتا ہوا آیا ہوں، اِس طرح ایک روپے کی بچت ہوگئی۔"
بیوی نے منہ بنا کر کہا: "ایک روپے کی بچت بھی کوئی بچت ہے، اگر کسی ٹیکسی کے پیچھے بھاگتے تو پورے دس روپوں کی بچت ہوتی۔"

ایک دوست نے کھانے کے دوران اپنے ڈاکٹر دوست سے پوچھا: ''کیا کھانے کے ساتھ کیڑے مکوڑے بھی کھائے جاتے ہیں؟''

ڈاکٹر دوست نے منہ بنا کر کہا: ''یار کبھی خاموش بھی رہا کرو۔ کھانے سے فارغ ہو کر بھی یہ بات پوچھی جا سکتی ہے۔''

کھانا کھانے کے بعد ڈاکٹر دوست نے کہا: ''ہاں اب پوچھو، کیا جاننا چاہتے ہو۔''

''کچھ بھی نہیں۔'' دوست نے کہا۔

ڈاکٹر بولا: ''تو کھانا کھانے کے دوران کیوں پوچھ رہے تھے؟''

دوست نے کہا: ''اُس وقت وہ آپ کی پلیٹ میں تھا۔''

کچھ لوگ حج پر جا رہے تھے۔ گاؤں کے بہت سے لوگ حاجیوں کو الوداع کہنے اِسٹیشن تک آئے تھے۔ حاجیوں میں سے بہت سے لوگ ٹرین میں بیٹھ گئے۔ ایک صاحب اپنے اقربا سے مل رہے تھے۔ تبھی ٹرین چلنے لگی۔ وہ ٹرین کی جانب تیزی کے ساتھ دوڑنے لگے۔ ٹرین میں بیٹھے حاجیوں کو مخاطب کرنے کے لیے اُنھوں نے زور زور سے پکارنا شروع کر دیا: ''اِسلام! اِسلام!''

ٹرین میں بیٹھے حاجیوں نے سمجھا کہ کوئی نعرہ لگا رہا ہے۔ اِس لیے اُنھوں نے بھی زور زور سے کہا: ''زِندہ باد! زندہ باد!''

دادا نے پوتے سے پوچھا: ''کہو بیٹا، اِسکول میں تمھاری کیا پوزیشن ہے؟''

پوتے نے جواب دیا: ''ففٹی ففٹی! ہاکی ٹیم میں سینٹر فارورڈ ہوں اور کلاس میں فل بیک۔''

میزبان خاتون نے کئی دنوں سے آئے ہوئے مہمان سے کہا: ''آپ کو یہاں آئے ہوئے کافی دن گزر چکے ہیں، لیکن آپنے گھر والوں کی کوئی خبر نہیں لی۔''

مہمان نے کہا: ''آپ کی مہربانی کہ آپ نے یاد دِلایا۔ میں ابھی خط لکھ کر اُنھیں یہاں بلوا لیتا ہوں۔''

ایک شخص کے سر پر بال بہت ہی کم تھے، گویا وہ گنجا تھا۔ یک دوست نے پوچھا: ''یار! تمھیں اس گنجے پن سے تکلیف تو ہوتی ہوگی؟''

''نہیں۔'' گنجے نے جواب دیا۔ ''بس منہ ہاتھ دھوتے وقت یہ پتہ نہیں چلتا کہ ماتھا کہاں تک ہے۔''

ایک آدمی کو مشکل الفاظ اِستعمال کرنے کی عادت تھی۔ ایک بار سفر کے دوران اُس کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اُس نے اپنے ایک ہم سفر سے کہا: ''میں اگلے اِسٹاپ پر اُتر کر اسپتال جاؤں گا۔ تم میری بیوی کو پیغام دے دینا کہ میرے سر میں درد شقیقہ، اعضا میں تشنج، گلے میں خناق، ٹانگوں میں وجع الفاصل اور جگر میں کبد جگر پیدا ہوگیا ہے جبکہ اِستقا کی شکایت بھی ہے، دماغ میں سوجن اور زُبان میں لکنت بھی پیدا ہوگئی ہے۔''

سادہ لوح ہم سفر نے کہا: ''ایسی باتیں یاد رکھنا میرے لیے بہت مشکل ہے، میں سیدھے سیدھے الفاظ میں اُسے بتادوں گا کہ آپ فوت ہوچکے ہیں۔''

گاہک نے جوتوں کی دُکان پر جوتا پہن کر قیمت دریافت کی۔ دُکان دار نے کہا: ''صرف نوے روپے۔''

گاہک اِتنی زیادہ قیمت سن کر غصے سے بولا: ''پچاس روپے لیتے ہو یا اُتاروں جوتا۔''

خاتون (شوہر سے) ''مرد بڑے بے پرواہ ہوتے ہیں، کوئی راز کی بات بتاؤ تو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔''

شوہر: ''ہاں! یہ دُرست ہے، لیکن عورتیں راز کی بات دونوں کانوں سے سن کر منہ سے نکال دیتی ہیں۔''

ایک طالب علم کو ریوالور اور مشین گن میں فرق سمجھ نہ آیا تو اُس نے اُستاد سے پوچھا:

''سر! ریوالور اور مشین گن میں کیا فرق ہے؟''

اُستاد: ''ریوالور ٹرائیگر دبانے سے صرف ایک بار چلتا ہے جبکہ مشین گن مسلسل چلتی رہتی ہے۔''

شاگرد: ''سر آپ کی طرح۔''

اُستاد نے شاگرد کے دیر سے آنے کی وجہ سن کر پوچھا: ''ناصر! تمھاری سائیکل کی ٹکر کیسے ہوئی؟''

ناصر نے پوچھا: ''آپ کو وہ سامنے بلدیہ کی عمارت نظر آ رہی ہے نا۔''

اُستاد نے کہا: ''ہاں۔''

ناصر بولا: ''بس جناب، مجھے وہ نظر نہیں آئی تھی۔''

اُستاد (شاگرد سے) ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ روس میں ایک شخص نے سرِعام ایک افسر کو احمق کہا۔ اُسے کن دو جرائم کی سزا ملی تھی؟''

شاگرد: ''ایک جرم معزز شہری کی توہین، دوسرا سرکاری راز فاش کرنا۔''

اُستاد (شاگرد سے) ''سب سے زیادہ بارش کہاں ہوتی ہے؟''

شاگرد: ''جناب! غسل خانہ میں۔''

ایک سیاست داں سے سوال کیا گیا: ''جب آپ نے تقریر کے دوران یہ اعلان کیا کہ آپ نے ووٹ حاصل کرنے کے لیے کسی کو ایک پیسہ تک نہیں دیا تو سامعین پر اُس کا کیا اثر ہوا؟''

سیاست داں نے جواب دیا: ''کچھ لوگ تالیاں بجانے لگے اور زیادہ تر خاموشی سے اُٹھ کے چلے گئے۔''

دو بیوقوف ایک دکان سے گلاس خریدنے گئے۔ وہاں گلاس الٹے رکھے ہوئے تھے۔
پہلا بیوقوف بولا: ''یار! یہ گلاس تو اوپر سے بند ہے''
دوسرا گلاس کو الٹ کر بولا: ''اور ان کے پیندے بھی ٹوٹے ہوئے ہیں''

میڈیسن کے ایک پروفیسر نے کلاس میں ایک خاص دوا کے بارے میں پوچھا: ''اِس دوا کی کتنی مقدار مریض کو دینی چاہیے؟''
ایک طالب علم نے جلدی سے جواب دیا: ''دس گرام!''
چند منٹ بعد اُس طالب علم نے اُٹھ کر کہا: ''سر! میں نے غلط کہا تھا، اُس دوا کی مقدار ایک گرام سے زیادہ نہیں دینی چاہیے۔''
پروفیسر نے گھڑی پر وقت دیکھا اور کہا: ''افسوس! اب جواب بدلنے سے کوئی فائدہ نہیں، تمھارا مریض چالیس سیکنڈ پہلے مر چکا ہے۔''

اخبار میں ضرورتِ رشتہ کا ایک اِشتہار شائع ہوا جو کچھ اِس طرح سے تھا: ''ایک نوجوان وکیل کو جو پچاس ایکڑ زمین کا مالک ہے اور جس کی سالانہ آمدنی ہزار روپے سے زیادہ ہے، اس کو ایک ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جس کے پاس اپنا ذاتی ٹریکٹر ہو۔ براہِ کرم اپنی درخواست کے ساتھ ٹریکٹر کا تازہ ترین فوٹو اِرسال کریں۔''

ایک دوست (دوسرے سے) ''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں تاکہ ڈاکٹر کا کاروبار چلے، کیوں کہ ڈاکٹر کو بھی زندہ رہنا ہے۔ اِس کے بعد میں کیمسٹ کے پاس جاتا ہوں اور اُس سے دوا خریدتا ہوں، اُس کا کاروبار بھی چلے۔''
دوسرا دوست: ''اِس کے بعد گورکن کے پاس قبرستان چلے جایا کرو تاکہ اُس کا کاروبار بھی چلے۔''

اُستاد (شاگرد سے) ''اِس طرح کوئی جملہ بناؤ۔ جگہ جگہ جلتی ہوئی سگریٹ مت پھینکو، امریکا کی آتش زدگی یاد رکھو۔''

شاگرد: ''جگہ جگہ مت تھوکو، بنگلہ دیش کا سیلاب یاد رکھو۔''

ایک شخص (وکیل سے) ''یہ دیکھیے، یہ پانچ کا نوٹ اصلی ہے یا نقلی؟''

وکیل: ''یہ اصلی ہے۔ مجھے پانچ روپے اور دو۔''

آدمی: ''کیوں۔؟''

وکیل: ''کیونکہ میں وکیل ہوں اور میری مشورہ فیس دس روپے ہے۔''

ایک دوست (دوسرے سے) ''تم کہتے ہو نادر بہت باتونی ہے، ہر وقت بولتا رہتا ہے۔ کیا تم اس کی وجہ بتا سکتے ہو؟''

دوسرا دوست: ''وجہ صرف اِتنی ہے کہ مسلسل بولنے کی عادت اُسے ورثے میں ملی ہے۔''

پہلا دوست: ''وہ کیسے۔؟''

دوسرا دوست: ''اُس کا دادا پرانی اشیا نیلام کرتا تھا، باپ ہاکی کا کمنٹیٹر تھا، اور اُس کی ماں ایک عورت تھی۔''

تین فلسفی شہر کے شوروغل سے اُکتا کر تین سال کے لیے کسی جنگل میں جا کر رہنے لگے۔

اِن میں سے پہلا فلسفی ایک برس بعد بولا: ''یہاں خاموشی ہے۔''

دوسرے نے ایک سال کے بعد جواب دیا: ''ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو۔''

تیسرے نے ایک سال کے بعد منہ بنا کر کہا: ''یہاں بھی بہت شور ہے، آؤ واپس شہر چلیں۔''

مالک (نوکر سے) ''تم کتنے گندے آدمی ہو؟ کبھی نہاتے بھی نہیں۔''

نوکر: ''جناب! پہلے میں ایک ڈاکٹر کے پاس نوکر تھا۔ وہ کہتے تھے کہ پیٹ بھرنے کے گھنٹے بعد نہانا چاہیے لیکن جب سے یہاں آیا ہوں ایک بار بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوا، نہاؤں کیسے؟''

باپ (کاشف سے) ''بیٹے! تم نے سارے مضامین میں انڈا لیا ہے، جب میں تمھاری عمر کا تھا تو کلاس میں فرسٹ آیا کرتا تھا۔''

کاشف: ''لیکن ابو یہ تو آپ ہی کی رپورٹ ہے جو مجھے آپ کی الماری سے ملی ہے۔''

گاہک (دُکان دار سے) ''اِس سوٹ کی کیا قیمت ہے؟''

دُکان دار: ''پانچ سو روپے۔''

قیمت سن کر گاہک پریشان ہوگیا۔ سوٹ اُسے پسند تھا لیکن قیمت سن کر وہ ڈر گیا تھا۔

دُکان دار نے زرد رنگ کا سوٹ دِکھایا اور کہا: ''یہ دیکھیے بڑا پیارا کپڑا ہے، اِس کا رنگ آپ کے رنگ سے میچ کرتا ہے۔''

گاہک بولا: ''تمھیں کیا پتہ کہ میرے چہرے کا موجودہ رنگ ہی اصلی اور مستقل ہے؟''

دُکان دار نے حیرت سے کہا: ''تو کیا یہ آپ کے چہرے کا اصلی رنگ نہیں ہے؟''

''نہیں! یہ تو سوٹ کی قیمت سن کر ہوا ہے۔'' گاہک نے جواب دیا۔

ایک ملک کے اِنتہائی ظالم حکمران نے ہیلی کاپٹر میں سفر کرتے ہوئے سوچا کہ عوام مجھ سے خوش نہیں ہے۔ اُس نے اپنے ساتھ بیٹھے ایک وزیر سے کہا: ''کیوں نہ میں ایک سو روپے کا ایک نوٹ نیچے پھینکوں جس کے ہاتھ لگے گا کم از کم وہ تو مجھ سے خوش ہوگا۔''

پھر اپنے خیال کی تردید کرتا ہوا بولا: ''نہیں، میں پچاس پچاس کے دو نوٹ پھینکتا ہوں، اِس طرح دو آدمی خوش ہو جائیں گے۔''

وزیر بولا: ''جی ہاں۔''

حاکم نے کہا: ''نہیں، دس دس کے دس نوٹ یا پانچ پانچ کے بیس نوٹ پھینکتا ہوں، بیس آدمی خوش ہوں گے۔''

وزیر نے سر ہلا کر کہا: ''جی ہاں! یہ بات تو ہے۔''

حاکم بولا: ''نہیں، ایک ایک روپے کے سو نوٹ پھینکتا ہوں تاکہ سو آدمی مجھ سے خوش ہوں۔''

وزیر نے جل کر کہا: ''جناب! آپ خود ہی چھلانگ لگا دیں، پوری قوم خوش ہو جائے گی۔''

شوہر نے بیوی سے کہا: ''تم نے دیکھا کل رات پارٹی میں ایک عورت مجھے دیکھ کر مسکرائی تھی۔''

بیوی نے کہا: ''میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جب میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا تھا تو میری ہنسی نکل گئی تھی۔''

ایک دوست (دوسرے سے) ''آج میں بہت پریشان ہوں، میرا اِنعام نہیں نکلا۔''

دوسرا دوست: ''کیوں۔؟''

پہلا دوست: ''کیونکہ میں نے اِنعامی ٹکٹ ہی نہیں خریدا تھا۔''

ایک آدمی پہلی بار ہوائی جہاز میں بیٹھا۔ اُس نے ہوائی جہاز سے نیچے جھانکا اور برابر میں بیٹھے مسافر سے بولا: ''دیکھیے بھائی صاحب، نیچے لوگ بالکل چیونٹیاں معلوم ہو رہے ہیں۔''

مسافر نے کہا: ''اجی حضرت! یہ واقعی چیونٹیاں ہی ہیں، کیونکہ ہوائی جہاز تو ابھی اُڑا ہی نہیں ہے۔''

''کیا بات ہے، آج کل خوب عیش کر رہے ہو، جب دیکھو جیبیں نوٹوں سے بھری ہوتی ہیں، آخر ماجرا کیا ہے؟'' ایک دوست نے دوسرے سے پوچھا۔

''بس یار کیا بتاؤں یہ سب خرگوش کے بچے کی کرامت ہے۔'' دوسرے نے جواب دیا۔
پہلے نے حیرت سے پوچھا: ''وہ کیسے۔؟''
دوسرا بولا: ''ایک دن بازار سے گزرتے ہوئے میں نے خرگوش کا بچہ خرید کر جیب میں رکھ لیا۔ میری بیوی نے پیسے نکالنے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اُسے محسوس ہوا کہ شاید میری جیب میں چوہا ہے، بس اُسی دن سے اُس نے میری جیب کی تلاشی لینی چھوڑ دی۔''

ایک بے حد موٹی خاتون اپنے موٹاپے کا علاج کرانے اپنے خاندانی معالج کے پاس پہنچی۔ ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد کہا: ''آپ کا جسم خطرناک حد تک پھیل گیا ہے، چربی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور اِس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ کھانے پینے میں اِحتیاط نہیں کرتیں۔ شہر کی تمام تقریبات میں آپ شریک ہوتی ہیں اور کھانے پینے کا کوئی موقع ہاتھ ـــــ''
''ڈاکٹر صاحب!'' خاتون نے اُس کی بات کاٹ کر کہا: ''کیا آپ اپنے مریضوں کی خاطر مدارات نہیں کرتے؟ میرا مطلب ہے کوئی چائے وائے بسکٹ، پیسٹریاں وغیرہ نہیں منگواتے ـــ؟''

ایک صاحب کی بدزبان اور جھگڑالو بیوی مرگئی۔ وہ اُسے سپردِ خاک کر کے قبرستان سے لوگوں کے ہمراہ واپس آ رہے تھے کہ ایک دم آسمان پر زور سے بجلی چمکی۔ اُن صاحب نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب وہاں پہنچی ہے۔''

ایک شخص اپنا کتا واپس لینے کے لیے جانوروں کے اسپتال پہنچا۔ جب وہ کتا لے کر گھر آیا تو اُس نے اپنی بیوی سے کہا: ''میرا خیال ہے کہ ہمارے کتے کا اسپتال میں وقت اچھا نہیں گزرا۔ وہ سارے راستے بھونکتا رہا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مجھے کچھ بتانے کی کوشش کر رہا ہو۔''
''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' بیوی نے غصے سے کہا۔ ''وہ تمھیں یہ بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ تم غلط کتا لے آئے ہو۔''

امریکا کا ایک ریڈیو اِسٹیشن اپنی نشریات کے آغاز سے پہلے المیہ موسیقی نشر کرتا تھا۔ پھر اُن لوگوں کے نام بتائے جاتے تھے جو گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں مرے ہوں۔ ایک بار ایسا ہوا کہ المیہ موسیقی کے بعد بڑی دردناک اور رُندھی ہوئی آواز میں یہ اِعلان نشر ہوا کہ: ''سامعین! ہمیں بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں ایک بھی شخص نہیں مرا۔''

ایک شخص گھبرایا ہوا پولیس اِسٹیشن پہنچا اور اِنسپکٹر سے بولا: ''جناب میری جان خطرے میں ہے۔ مجھے ایک گمنام خط ملا ہے جس میں لکھا ہے کہ تم نے میری مرغیاں چرائی ہیں، میں تمھیں جان سے مارڈالوں گا۔''

اِنسپکٹر نے مسکرا کر کہا: ''پھر تم اُس کی مرغیاں واپس کردو۔''

وہ شخص بولا: ''مگر جناب لکھنے والے نے اپنا نام و پتہ تو لکھا نہیں، اب مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ مجھے کسے مرغیاں واپس کرنی ہیں۔''

بیوی گزشتہ رات سے کھانس رہی تھی۔ ہمدرد شوہر نے پوچھا: ''کیا میں تمھارے گلے کے لیے کچھ لادوں؟''

بیوی نے جواب دیا: ''ہاں! ہیروں کا وہ ہار جو کل میں نے جیولر کی دُکان پر دیکھا تھا۔''

ایک بہت ہی دولت مند امریکی صنعت کار چھٹیاں منانے اِسپین پہنچا۔ اُس کے ساتھ برف پر پھسلنے کا ساز وسامان دیکھ کر ہوٹل کے مالک کو حیرت ہوئی۔

''جناب! یہاں تو برف باری کبھی ہوتی ہی نہیں، پھر آپ برف پر پھسلنے کا کھیل کیسے کھیلیں گے؟'' ہوٹل کے مالک نے پوچھا۔

امریکی صنعت کار نے اِطمینان سے جواب دیا: ''تم فکر نہ کرو، سمندری جہازوں کے ذریعہ برف کل یہاں پہنچے گی۔''

ریل گاڑی میں ایک صاحب ہر اِسٹیشن پر اُترتے اور اگلے اِسٹیشن کا ٹکٹ خرید لاتے۔ ساتھی مسافر حیران تھے۔ آخر ایک مسافر سے اُن کا ہر اِسٹیشن پر اُترنا اور چڑھنا برداشت نہ ہوسکا اور اُس نے زِچ ہوکر پوچھا: ''صاحب! آپ اپنی منزل کا ایک ہی دفعہ ٹکٹ کیوں نہیں خرید لیتے؟''

وہ صاحب بے چارگی کے انداز میں بولے: ''بھائی صاحب کیا کروں مجبوری ہے، ڈاکٹر نے لمبے سفر سے منع کیا ہے۔''

''تم نے پولیس کانسٹیبل کی بےعزتی کی ہے۔'' سارجنٹ نے غصے سے ملزم کو گھورتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم نے اُسے جھوٹا کہا تھا؟''

ملزم: ''جی ہاں۔''

سارجنٹ: ''تم نے اُسے چھچھورا کہا تھا۔؟''

ملزم: ''جی ہاں۔''

سارجنٹ: ''تم نے اُسے لنگڑا، بھینگا، احمق، جاہل اور ناکارہ بھی کہا تھا۔''

''جی نہیں۔'' ملزم نے سادگی سے کہا۔ ''یہ باتیں تو مجھے اُس وقت یاد ہی نہیں آئی تھیں۔''

ایک مسافر بغیر ٹکٹ سفر کر رہا تھا۔ ٹکٹ چیکر نے اُس سے کہا: ''اے مسٹر! ٹکٹ دِکھاؤ۔''

مسافر: ''آپ کو یہ کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہوگیا ہے؟''

ٹکٹ چیکر: ''جناب دس سال۔''

مسافر: ''تو آپ نے دس سالوں میں آج تک ٹکٹ ہی نہیں دیکھا؟''

ایک شخص نے دوسرے سے کہا: ''میں تمھیں پچاس روپے دوں اور کہوں کہ تم دریا میں چھلانگ لگاؤ تو کیا تم ایسا کرنے پر تیار ہو جاؤ گے۔''

دوسرے شخص نے کہا: ''ہاں، بالکل تیار ہو جاؤں گا۔''

پہلا شخص: ''کیا تم پاگل ہو کہ چھلانگ لگا دو گے؟''
دوسرا شخص: ''پاگل میں نہیں آپ ہیں، کیوں کہ مجھے تیرنا آتا ہے۔''

اُستاد (شاگرد سے) ''بتاؤ! اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت کہاں تک تھی؟''
شاگرد: ''جناب! صفحہ نمبر 15 سے صفحہ نمبر 18 تک۔''

گاہک: ''اِس ٹائی کی کیا قیمت ہے؟''
دُکان دار: ''پچاس روپے۔''
گاہک: ''مگر پچاس روپے میں تو جوتوں کا اچھا جوڑا مل جاتا ہے۔''
دُکان دار: ''تو پھر جوتوں کا جوڑا گلے میں لٹکا لیں۔''

تین کنجوس ایک جگہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا: ''میں گھی کے ڈبے میں سے اُنگلی ڈبو کر گھی نکالتا ہوں، پھر اُس سے روٹی کھاتا ہوں۔''
دوسرا کنجوس بولا: ''ارے میں تو گھی کے ڈبے کے باہر روٹی لگا لگا کر کھاتا ہوں۔''
تیسرے کنجوس نے کہا: ''میں تو ڈبے کو الماری میں رکھ کر اُسے روٹی دِکھا دِکھا کر کھاتا ہوں۔''

جج (ملزم سے) ''تم نے اُس آدمی کو جان سے مار دیا ہے۔''
ملزم: ''نہیں جناب! میں نے اُسے پستول سے مارا ہے۔''

ناصر نے گھر آتے ہی بیگم سے کہا: ''حکومت نے ملاوٹ کرنے والوں کو سخت سزا دینے کا حکم جاری کیا ہے۔''
بیگم خوفزدہ ہو کر بولی: ''ہائے اللہ! اب کیا ہو گا؟''

ناصر: ''کیوں کیا ہوا۔۔۔؟''
بیگم: ''میں نے مٹر میں آلو ملا دیے ہیں۔''

نوازش (نوکر سے) ''میں نے تمھیں کہا تھا کہ چاول چوزے کو کھلا دینا، تم بلی کو کیوں کھلا رہے ہو؟''
نوکر: ''جناب! چوزہ بلی کے پیٹ میں ہے۔''

خاتون (نوکر سے): ''تمھیں کس گدھے نے نوکر رکھا ہے؟''
نوکر: ''بیگم صاحبہ! صاحب جی نے رکھا ہے۔''

ایک افسر نے کلرک کو ڈانٹتے ہوئے پوچھا: ''کیا تم نے لوگوں سے کہا ہے کہ میں احمق ہوں؟''
کلرک نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا: ''ہرگز نہیں جناب، یہ جھوٹ ہے، لوگ تو پہلے ہی سے یہ بات جانتے ہیں۔''

شوہر ہاکی کھیلنے کے لیے گھر سے باہر جانے لگا تو بیگم نے کہا: ''آج تم ہاکی کھیلنے نہ جاؤ تو میں خوشی سے مر جاؤں گی۔''
شوہر رُکتے ہوئے بولا: ''دیکھو بیگم اِتنی بڑی رشوت نہ دو مجھے۔''

ایک آدمی نے تصویر دیکھتے ہوئے مصور سے کہا: ''تو یہ ہے وہ خوفناک، وحشت ناک اور دہشت انگیز تصویر جو آپ نے بنائی ہے؟''
مصور بولا: ''جناب یہ تصویر کہاں ہے؟ یہ تو آئینہ ہے۔''

ایک نوکر نے مالک سے کہا: ''آج میں نے صفائی کی تو یہ پانچ روپے ملے۔''
مالک بولا: ''میری جیب سے گر گئے ہوں گے، چلو ایمان داری کے صلے میں تم ہی رکھ لو۔''
دوسرے دِن مالک نے پوچھا: ''میں اپنی گھڑی کمرے میں بھول گیا تھا، وہ کہاں ہے؟''
نوکر نے کہا: ''جناب! وہ تو میں نے پہلے ہی اپنی ایمان داری کے صلے میں رکھ لی ہے۔''

ایک گاؤں میں کافی عرصہ سے بارش نہ ہوئی۔ ایک دیہاتی ایک روز پہاڑ پر چڑھ کر دُعا مانگنے لگا۔ ''اللہ میاں! بارش دے۔''
اِتنے میں زلزلہ آ گیا اور دیہاتی گر پڑا۔ وہ اُٹھتا ہوا بولا: ''اللہ میاں! بارش نہیں دینی تو نہ دے، مگر مجھے دھکے تو نہ دے۔''

ایک کنیز بادشاہ کا بستر بنا رہی تھی۔ اُس نے سوچا کہ بادشاہ کے سونے میں ابھی کچھ وقت ہے، کیوں نہ تھوڑی دیر اِس نرم نرم بستر کا لطف اٹھالوں۔ وہ بستر پر لیٹی اور لیٹتے ہی اُسے نیند آ گئی۔ بادشاہ نے آ کر دیکھا تو حکم دیا کہ کنیز کو پچاس کوڑے مارے جائیں۔ کنیز نے کوڑے کھانے کے بعد ٹھنڈی آہ بھری۔
''کیا بات ہے—؟'' بادشاہ نے پوچھا۔
کنیز کہنے لگی: ''چند لمحات اِس بستر پر لیٹنے کی سزا پچاس کوڑے ہے، جو ہر روز اِس پر لیٹتے ہیں اُن کا کیا بنے گا۔''

راہ گیر (بھکاری سے): تم سارا دن بھیک مانگتے ہو اور اب رات کو بھی بھیک مانگ رہے ہو؟''
بھکاری نے جواب دیا: ''جناب! یہ مہنگائی کا زمانہ ہے دن رات محنت کرنا پڑتی ہے۔''

گڈو نے اپنے باپ سے پوچھا: ''مس کسے کہتے ہیں؟''
باپ نے جواب دیا: ''جو گھنٹوں لیکچر دیتی ہے، ڈانٹتی ہے اور کبھی کبھی کان بھی مروڑ دیتی ہے۔''
گڈو نے کہا: ''سمجھ گیا ڈیڈی! امی آپ کی مس ہیں۔''

بیٹا (ماں سے): ''امی جان! مجھے پانچ روپے دیں مجھے ایک غریب آدمی کو دینا ہے۔''
ماں نے پوچھا: ''وہ آدمی کہاں ہے؟''
بیٹے نے جواب دیا: ''امی! وہ گلی کی نکڑ پر کھڑا آئس کریم بیچ رہا ہے۔''

ایک پڑوسی (دوسرے سے): ''احمد صاحب! آپ اپنے بچے کو سمجھالیں۔''
احمد نے پوچھا: ''میرے بیٹے نے کیا کیا ہے؟''
پڑوسی: ''وہ میری نقل کرتا ہے۔''
احمد: ''میں نے اُسے ہزار بار منع کیا ہے کہ احمقوں کی نقل مت کیا کرو۔''

دو آدمی ریل میں سفر کر رہے تھے، اُن میں سے ایک شخص کے سر پر تھوڑے سے بال تھے۔
دوسرے شخص نے اُس سے پوچھا: ''بھائی صاحب! آپ کے کتنے بال بچے ہیں؟''
اس آدمی نے جواب دیا: ''بس یہی دو چار بچے ہیں۔''

ایک آدمی (ڈاکٹر سے): ''ڈاکٹر صاحب! میرے بیٹے کا قد نہیں بڑھ رہا، اس کا کوئی علاج بتائیں۔''
ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ''اِس کا نام مہنگائی رکھ دیجیے خود بخود بڑھنے لگے گا۔''

ایک اسکول میں وزیرِتعلیم آنے والے تھے سارا عملہ فکرمند تھا۔ اساتذہ نے بچوں کو سوالات کی مشق کروادی۔ ایک لڑکے کو صرف اِس بات کی مشق کروائی گئی کہ جب وزیرِتعلیم تم سے پوچھیں گے کہ تمھیں کس نے بنایا تو جواب دینا، ہمیں اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

وقتِ مقررہ پر وزیرِتعلیم تشریف لائے تو اُنھوں نے کلاس سے سوال کیا: ''بھئی! آپ لوگوں کو کس نے بنایا ہے؟''

پوری کلاس پر خاموشی چھائی رہی، وزیرِتعلیم نے یہی سوال جب دوبارہ پوچھا تو ایک چھوٹی سی بچی نے اپنی سیٹ سے اُٹھ کر کہا: ''سر! جس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے وہ آج اِسکول نہیں آیا۔''

ایک گاہک نے ویٹر سے پوچھا: ''تمھیں اِس ہوٹل میں آئے ہوئے کتنے دن ہوئے ہیں۔''

ویٹر نے جواب دیا: ''جناب! ابھی تو صرف تین دن ہوئے ہیں، ویسے کیا بات ہے؟''

گاہک نے کہا: ''کچھ نہیں، میرا خیال ہے کہ میں نے کھانے کا آرڈر تمھارے آنے سے پہلے دیا تھا۔''

جب ملا نصیرالدین کا آخری وقت آیا اور اُنھیں اپنے بچنے کی اُمید نہ رہی تو اُنھوں نے تمام دوستوں اور رشتہ داروں سے ملنے سے اِنکار کردیا، اِسی دوران ایک ایسا دوست اُن سے ملنے آیا جو نماز، روزے کا پابند نہیں تھا۔ ملا نے اُسے فوراً اندر بلالیا۔ اُس نے حیرت سے پوچھا: ''ملا صاحب! آپ نے دوسرے لوگوں سے تو ملنے سے اِنکار کردیا مگر مجھ سے ملنا کیوں پسند فرمایا''۔

ملا صاحب بولے: ''مجھے یقین ہے کہ اُن سب لوگوں سے جنت میں ملاقات کروں گا لیکن آپ کے ساتھ میری یہ آخری ملاقات ہے۔''

ایک صاحب کو مسجد میں پہلی بار دیکھ کر مولوی صاحب نے کہا: ''بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نیکی کے راستہ پر آ گئے۔ ضرور آپ کی دین دار بیوی نے آپ کو یہاں آنے کی تلقین کی ہوگی۔''

اُن صاحب نے جواب دیا: ''جی ہاں! مجھے دو باتوں میں سے ایک کو چننا تھا کہ آپ کا وعظ سنوں یا اُس کا۔''

گاہک (قصائی سے): ''یار! جلدی کرو میرا قیمہ بنا دو۔''

قصائی: ''بابو جی! پہلے چودھری صاحب کی بوٹی بنا دوں پھر آپ کا قیمہ بھی بنا دوں گا۔''

دو دوست آپس میں باتیں کرتے ہوئے جا رہے ہوتے ہیں۔ ایک دوست: ''بتاؤ دادی اور نانی میں کیا فرق ہے؟''

دوسرا دوست: ''اُن دونوں میں یہ فرق ہے کہ نانی اماں کے بال لال ہوتے ہیں اور دادی اماں کے سفید۔''

اُستاد نے شاگرد سے پوچھا: ''بتاؤ چائے نقصان دہ ہے یا فائدہ مند۔''

شاگرد نے جواب دیا: ''جناب! اگر پلانی پڑے تو نقصان دہ ہے اور اگر کوئی پلائے تو فائدہ مند۔''

ایک کنجوس سیٹھ اپنے ڈرائیور کے ساتھ کہیں جا رہا تھا اچانک اُس نے گاڑی رُکوائی اور ڈرائیور سے کہا: ''پیچھے ایک مونگ پھلی پڑی ہے جا کر اُٹھا لاؤ۔''

ڈرائیور فوراً گیا اور مونگ پھلی اُٹھا لایا۔ سیٹھ نے مونگ پھلی توڑی تو اُس میں سے دو دانے نکلے تو مالک نے ایک خود کھایا اور دوسرا ڈرائیور کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا: ''میاں! ہمارے ساتھ رہو گے تو یوں ہی مزے کرو گے۔''

اُستاد (لطیف سے): ''تم نے جغرافیہ کا سوال یاد کیوں نہیں کیا؟''
لطیف: ''جناب! کل ایک سیاست دان کہہ رہا تھا کہ عنقریب ہم دُنیا کا نقشہ بدل دیں گے۔''

ایک غریب شاعر سڑک پر تقریباً بھاگتے ہوئے جا رہا تھا، ایک ادیب دوست نے اُنھیں پریشان دیکھا تو روک کر وجہ پوچھی۔ شاعر صاحب سانس درست کرتے ہوئے بولے: ''میری بیوی بیمار ہے میں کفن دفن کا اِنتظام کرنے والوں کے پاس جا رہا ہوں۔''
دوست نے حیرانی سے پوچھا: ''حضرت ڈاکٹر کے پاس یا کفن دفن والوں کے پاس؟''
شاعر نے اُداس لہجے میں جواب دیا: ''تم سے کیا پردہ تم تو جانتے ہو کہ میں بہت غریب ہوں۔ بیچ کے دلال کی فیس کا بار برداشت نہیں کرسکتا۔''

نئی نویلی دُلہن کوئی کام نہ کرتی تھی جبکہ شادی کو ایک ماہ ہوگیا اور اُس نے کام کو ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔ دولہا والدین کی اِکلوتی اولاد تھا۔ تنگ آکر ماں بیٹے نے ایک منصوبہ بنایا۔ صبح اُٹھے تو دونوں نے ہاتھ میں ایک ایک جھاڑو پکڑلی اور لڑنے لگے۔ ماں کہتی جھاڑو میں دوں گی، بیٹا کہتا نہیں میں دوں گا۔ اُن کا خیال تھا کہ دُلہن یہ سن کر خود جھاڑو دینے لگے گی۔ بہو نے شور سنا تو کمرے سے اُٹھ کر آئی اور لڑنے کی وجہ پوچھی اور سن کر کہنے لگی: ''اِس میں لڑنے کی کیا بات ہے امی! ایک دن جھاڑو آپ دیا کریں ایک دن یہ۔''

اِنتخاب جیتنے کے بعد ایک اُمیدوار نے اپنے علاقے کے لوگوں کو دعوت دی۔ میزبان اور مہمان دسترخوان پر بیٹھ گئے اور کھانے کے ساتھ پورا اِنصاف ہونے لگا۔ اُسی دوران ایک اور صاحب آگئے۔
میزبان نے کہا: ''آپ بھی کچھ تناول فرمائیں۔''
وہ صاحب کہنے لگے: ''جناب! مجھے بھوک تو نہیں لیکن تھوڑا بہت کھالیتا ہوں تاکہ آپ کا نمک خوار بن جاؤں۔''

اُس پر میزبان برجستہ بولے: ''صاحب! ہمارے ہاں کھانے میں نمک نہیں پڑتا اِس لیے آپ خوار ہی ہوں گے۔''

ایک بچہ اسکول رزلٹ کارڈ لے آیا اور سیدھا باپ کے پاس پہنچا اور خوشی سے بولا: ''ابوابو! آپ بہت خوش قسمت ہیں۔''

باپ نے حیران ہوکر پوچھا: ''وہ کیسے؟''

بچہ: ''آپ کو میرے لیے نئی کتابیں نہیں خریدنا پڑیں گی، میں اُسی کلاس میں رہ گیا ہوں۔''

ایک میاں بیوی کو ایک فلم کے ٹکٹ بذریعہ ڈاک ملے، بھیجنے والے کا نام اور پتہ درج نہیں تھا۔ شوہر کا دعویٰ تھا کہ یہ ٹکٹ یقیناً اُس کے کسی دوست نے بھیجے ہیں جبکہ بیوی کا اِصرار تھا کہ یہ اُس کی کسی سہیلی نے بھیجے ہیں۔ آخر کار فلم کا وقت ہونے پر وہ فلم دیکھنے چلے گئے۔

جب وہ فلم دیکھ کر لوٹے تو دیکھا کہ گھر کا سارا سامان غائب ہے اور ایک کاغذ پر لکھا تھا۔ ''فلم دیکھنے کا بہت بہت شکریہ۔''

نوکری کا اُمیدوار (سیٹھ سے): ''جناب! میں بہت غریب ہوں نہ میرے پاس کھانے کو روٹی ہے نہ رہنے کو مکان۔''

سیٹھ: ''تو کیا ہوا بھائی! خیالی پلاؤ پکاؤ اور ہوائی قلعے میں رہو۔''

ایک فوجی آفیسر جوانوں کو مسلسل دوڑائے چلا جارہا تھا جبکہ جوان مسلسل دوڑ کر بہت زیادہ تھک چکے تھے۔ اچانک آفیسر نے اُن کو روک کر کہا: ''میں آنکھیں بند کرتا ہوں تم میں سے جو مزید دوڑنا چاہے وہ ایک قدم آگے آجائے۔''

یہ کہہ کر آفیسر نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب اُس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ایک فوجی گھبرایا ہوا آگے کھڑا ہے۔

آفیسر نے اُسے شاباشی دی اور کہا: ''اِس ملک کو تم جیسے جوانوں کی ہی ضرورت ہے۔''

جوان بولا: ''سر! میری بات سنیں میں ایک قدم آگے نہیں ہوا بلکہ یہ سب ایک قدم پیچھے ہو گئے ہیں۔''

ایک شخص نے اپنے دوست سے کہا: ''مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ کپڑے دھوتے ہو۔''

دوست بولا: ''بھئی! جب وہ میرے ساتھ روٹیاں پکا سکتی ہے تو کیا میں اُس کے ساتھ کپڑے نہیں دھو سکتا۔''

ہر پانچ چھ میل بعد کار کا اِنجن گرم ہو جاتا جس کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ریڈی ایٹر میں پانی ڈالنا پڑتا۔ پانچویں مرتبہ جب مالک نے پانی ڈالنے کے لیے کار روکی تو نوکر سے رہا نہ گیا تو اُس نے کہا: ''جناب! دولاکھ کی گاڑی میں دوسو روپیوں کا نلکا لگا لیتے تو کیا ہرج تھا۔''

جارج برنارڈ شا کو ایک نقاد مسلسل چند روز تک خط لکھتا رہا جس میں برنارڈ شا کی تحریروں پر کڑی نکتہ چینی کی گئی تھی۔ ایک روز برنارڈ شا نے اُسے خط میں یوں لکھا: ''اپنی تحریروں کے بارے میں خود میری بھی وہی رائے ہے جو آپ کی ہے لیکن لاکھوں پڑھنے والوں کے خلاف میں اور آپ کر بھی کیا سکتے ہیں۔''

ایک ہندوستانی نے امریکا میں جلیبیاں بنانے کا کام شروع کیا تو ایک امریکی روزانہ اُس سے 5 کلو جلیبیاں خرید لے جاتا رہا۔ ایک دن ہندوستانی نے اُس سے پوچھا: ''آپ اِتنی جلیبیوں کا کیا کرتے ہیں؟''

امریکی نے جواب دیا: ''ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اِن ٹیوبوں میں رس کیسے بھرا جاتا ہے۔''

جج نے ایک چور سے پوچھا: ''تم اُس کے گھر میں کیوں داخل ہوئے تھے؟''
چور: ''جناب! اُس کے گھر کے دروازے پر خوش آمدید لکھا ہوا تھا۔''

ایک پاگل ماچس کی تیلیاں جلا رہا تھا۔ اُس نے ایک تیلی جلائی تو نہیں جلی۔ دوسری جلائی تو وہ بھی نہیں جلی۔ تیسری جلائی تو وہ بھی نہیں جلی۔ جب چوتھی جلائی تو وہ جل گئی۔ اُس نے وہ تیلی بجھا کر جیب میں رکھ لی اور بولا: ''وہ تیلیاں تو خراب تھیں یہ ٹھیک ہے۔ اِس کو سنبھال کر رکھ لیتا ہوں۔ یہ کام آئے گی۔''

ایک افیمی قبرستان میں جھومتا ہوا چلا جارہا تھا کہ ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں گر گیا اور گرنے کے ساتھ ہی اُسے نیند آ گئی۔ دوسرے دن صبح کو اُٹھا تو اپنے آپ کو قبرستان میں دیکھ کر تعجب سے بولا: ''غضب خدا کا! قیامت آ گئی اور صرف میں ہی زندہ ہو کر قبر سے نکلا ہوں۔ باقی سب بے خبر سو رہے ہیں۔''

ایک جگہ شادی ہو رہی تھی۔ گھر والوں نے دیگ کے پاس اپنے رشتہ دار کو بٹھا دیا تا کہ مہمانوں کو حساب سے کھانا تقسیم کرے۔ وہ آدمی اپنے رشتہ داروں کو دو بوٹیاں اور ایک آلو دیتا اور ناواقف کو ایک آلو اور شوربا۔

شادی میں ایک اجنبی کھانا لینے گیا۔ اُس کی پلیٹ میں آلو اور شوربا ڈال دیا گیا۔ وہ بوٹی کی اُمید لے کر دوسری مرتبہ کھانا لینے گیا پھر شوربا اور آلو ملا تو اُس نے کہا: ''بھائی صاحب! کوئی ہڈی والا آلو نہیں ہے۔''

ایک صاحب ماہرِفلکیات تھے۔ ایک رات وہ دوربین آنکھوں سے لگائے تاروں کو دیکھ رہے تھے۔ اُن کے چوکی دار نے آسمان پر ایک ستارے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تو بولا: ''واہ صاحب! کیا نشانہ ہے۔''

سزائے موت کے مجرم کو بجلی کی کرسی پر بٹھا کر سزائے موت دی جارہی تھی۔ بجلی کا بٹن دبانے والے نے آخری بار مجرم سے پوچھا:

''تمھاری آخری خواہش کیا ہے؟''

مجرم نے جواب دیا: ''میرا ہاتھ پکڑلو۔''

ایک اُستاد کلاس میں سائنس کا سبق پڑھا رہا تھا۔ سبق مشکل تھا اور بچوں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ اچانک اُستاد نے کلاس سے پوچھا: ''اگر میں کہوں کہ اِس وقت دن نہیں رات ہے تو آپ لوگ کیا کریں گے۔''

تمام بچے چہک کر بولے: ''جناب! ہم سوجائیں گے۔''

سلیم (امجد سے): ''تمھارے ابو کیا کام کرتے ہیں۔''

امجد: ''وہ ایک ایسا آلہ بناتے ہیں جس سے دیوار کے آرپار دیکھا جاسکتا ہے۔''

سلیم (حیرت سے): ''اچھا! اُس آلے کا نام کیا ہے۔''

امجد (اِطمینان سے): ''کھڑکی۔''

باپ نے غصے سے بیٹے کو کہا: ''میں نے اپنا عیش و آرام غارت کیا۔ دن رات محنت کی۔ ایک ایک پیسہ جمع کر کے تمھیں میڈیکل کالج میں داخلہ دِلوایا اور اب ڈاکٹر بنتے ہی مجھ سے کہہ رہے: ''اباجی! سگریٹ چھوڑ دیں۔''

مقدمے کی سماعت کے دوران جج نے ملزم سے کہا: ''میرے سامنے ایسے 30 گواہ آ چکے ہیں جنھوں نے تمھیں کار چراتے ہوئے دیکھا ہے۔''

ملزم نے جواب دیا: ''جناب! آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن میں ایسے 60 گواہ پیش کر سکتا ہوں جنھوں نے مجھے کار چراتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

دو دوست خوش غپیاں اُڑا رہے تھے۔ ایک بولا: ''میں جنگل کے قریب ندی میں نہا رہا تھا کہ اچانک شیر آ گیا۔ میری رائفل دور پڑی تھی اور مجھے تیرنا بھی نہیں آتا تھا اِس لیے میں غوطہ بھی نہیں لگا سکتا تھا پھر بھی میں نے اپنے اوسان خطا نہ ہونے دیے اور شیر کے منہ پر پانی کا چھینٹا اِتنے زور سے مارا کہ وہ ڈر کر بھاگ گیا۔''

دوسرا دوست بولا: ''یہ کب کا واقعہ ہے۔''

پہلا دوست: ''گزشتہ اِتوار کا۔''

دوسرا دوست: ''پھر تو تم دُرست کہتے ہو کیونکہ اُسی دن ایک شیر میرے گھر آیا تھا۔ میں نے اُس کی مونچھوں کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو وہ گیلی تھیں۔''

ایک انگریز کو آدم خور قبائلی پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ انگریز یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سردار بہت اچھی طرح سے انگریزی بول رہا تھا۔ انگریز کو کچھ حوصلہ ہوا تو اُس نے سردار سے پوچھا۔

''آپ مجھے آکسفورڈ یونیورسٹی کے پڑھے لکھے لگتے ہیں پھر آپ مجھے کیسے کھا سکتے ہیں۔''

سردار نے مطمئن لہجے میں جواب دیا: ''چھری کانٹے کے ساتھ۔''

ایک ڈاکٹر نے اپنے ایک مریض کو بل بھجوایا جس پر درج تھا، ''آج یہ بل پورے ایک سال کا ہو گیا ہے لیکن ادائیگی اب تک نہیں ہوئی۔''

مریض نے بل پر یہ عبارت لکھ کر واپس بھجوا دیا، ''سالگرہ مبارک۔''

پہلا دوست (دوسرے سے): ''تمھارے ابو کہاں گئے ہیں؟''
دوسرا: ''ہسپتال میں۔''
پہلا: ''مجھے یہ سن کر بہت دُکھ ہوا کہ وہ ہسپتال میں ہیں کیوں خیریت تو ہے؟''
دوسرا: ''خیر سے میرے ابو ڈاکٹر ہیں۔''

اُستاد (رشید سے): ''تمھارے والد کیا کرتے ہیں؟''
رشید: ''جی وہ وکیل ہیں۔''
اُستاد (آصف سے): ''تمھارے والد کیا کرتے ہیں؟''
آصف: ''وہ ڈاکٹر ہیں۔''
اُستاد (ندیم سے): ''اور تمھارے والد کیا کرتے ہیں؟''
ندیم: ''جی وہ وہی کرتے ہیں جو میری امی کہتی ہیں۔''

باپ مٹھائی تکیے کے نیچے رکھ کر گیا تو بچے نے مٹھائی نکال کر کھائی اور تکیہ اپنے پیٹ پر رکھ لیا۔ کچھ دیر بعد باپ آیا تو اُس نے پوچھا: ''بیٹا! مٹھائی کہاں ہے؟''
بچے نے معصومیت سے جواب دیا: ''ابا جان! تکیے کے نیچے۔''

ایک ڈاکٹر نے اِسکول کے معائنے کے دوران ایک بچے سے پوچھا: ''بیٹا! جنت میں جانے کے لیے کون سا کام سب سے ضروری ہے؟''
بچے نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا: ''مر جانا چاہیے۔''
ڈاکٹر نے دوبارہ پوچھا: ''تمھاری بات کسی حد تک دُرست ہے لیکن ایک کام ایسا ہے جو ہمیں مرنے سے پہلے کرنا پڑتا ہے، شاباش ذرا ذہن پر زور دے کر بتاؤ؟''
بچے نے معصومیت سے جواب دیا: ''جناب! ہمیں بیمار ہو کر ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے۔''

کسی شخص کو اِتفاق سے ایک بڑا سرکاری عہدہ مل گیا۔ اُس کے دوست احباب خوش ہو کر اُسے مبارک باد دینے لگے مگر اُس نے کسی کو بھی پہچاننے سے اِنکار کر دیا۔ اُس نے ایک آدمی سے پوچھا: ''تم کس لیے آئے ہو؟''

اُس آدمی نے جواب دیا: ''جناب! افسوس کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ اندھے ہو گئے ہیں۔''

گاہک(دُکان دار سے): ''بھائی صاحب! آپ کے پاس چینی ہے؟''

دُکان دار بولا: ہاں جناب! بالکل ہے۔''

گاہک: ''اور صابن؟''

دُکان دار: ''جناب! وہ بھی ہے۔''

گاہک: ''اچھا تو پھر ہاتھ دھو کر آدھا کلو چینی دے دیں۔''

مریض(ڈاکٹر صاحب سے): ''ڈاکٹر صاحب! مجھے ایسی چیز کی ضرورت ہے جس سے میں چاق و چوبند ہو جاؤں۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ میں لڑنے مرنے پر تیار ہو جاؤں۔ کیا آپ نے میرے لیے نسخے میں ایسی کوئی چیز شامل کر دی ہے؟''

ڈاکٹر نے جواب دیا: ''نسخے میں نہیں بل میں ضرور شامل کر دی ہے۔''

ایک پریشان حال شخص ایک آدمی کے پاس اپنا شناختی کارڈ فارم پُر کرانے کے لیے آیا۔

اُس آدمی نے پوچھا: ''تمھارا نام؟''

اُس نے جواب دیا: ''اسلم خان۔''

آدمی نے پھر پوچھا: ''باپ کا نام؟''

اُس نے جواب دیا: ''اکرم خان۔''

آدمی نے پوچھا: ''شناختی علامت۔''
وہ شخص معصومیت سے بولا: ''لکھ دیجیے چہرے پر پریشانی کے آثار۔''

ایک دیہاتی کے پاؤں پر پاگل کتے نے کاٹ لیا۔ وہ شہر میں ایک سرجن کے پاس گیا اور اُسے اپنا زخم دِکھایا۔
سرجن نے زخم دیکھ کر کہا: ''اِس زخم کے گوشت کو کاٹنا پڑے گا جس کے چار ہزار روپے لگیں گے۔''
دیہاتی غصے سے بولا: ''واہ جی واہ! کتے نے تو مفت کاٹا تھا اور آپ کاٹنے کے چار ہزار روپے مانگ رہے ہیں۔''

ایک کلرک نے اپنے افسر کو کھانے پر بلایا، کلرک اور اُس کی بیوی نے اُس کی خوب خاطر تواضع کی جس پر افسر بہت خوش ہوا۔ کلرک نے سوچا، اب اُس کی ترقی ہو جائے گی۔ جب صاحب کھانا کھا کر جانے لگے تو کلرک کا بچہ آیا اور کہنے لگا۔
''ڈیڈی! یہ انکل اِتنے موٹے تو نہیں پھر آپ اِنھیں گینڈا کیوں کہتے ہیں۔''

ایک اِسپیشلسٹ ڈاکٹر سے ملاقات کا وقت لینے کے لیے مہینوں اِنتظار کرنا پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ یہ اِسپیشلسٹ ڈاکٹر بغیر وقت دیے ایک مریض کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ مریض بہت خوش ہو کر کہنے لگا، ''آپ نے بڑی عنایت کی جو تشریف لائے لیکن آپ نے غالبًا مجھے اگلے ماہ کا وقت دیا تھا۔''
ڈاکٹر مسکرا کر بولا: ''تم ٹھیک کہتے ہو۔ دراصل تمھارے ساتھ والے بلاک میں میں نے کسی کو وقت دیا ہوا تھا۔ میں نے سوچا جب یہاں آ ہی گیا ہوں تو کیوں نہ ایک تیر سے دو شکار کرتا چلوں۔''

امی (منے سے): ''بیٹا دیوار پر نہ چڑھو، گر پڑے تو پانی بھی نہ مانگ سکو گے۔''
منا: ''امی! میں پانی پی کر چڑھوں گا۔''

اُستاد (شاگرد سے): ''بلبل کا مذکر بتاؤ؟''
شاگرد: ''جناب بلبلہ۔''
اُستاد (ڈنڈا اُٹھاتے ہوئے): ''اور جمع؟''
شاگرد: ''جناب! ابابیل''

ایک دوست (دوسرے دوست سے): ''ہمارے یہاں بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔''
دوسرے نے پوچھا: ''وہ تو سائرن والی گاڑیوں پر آتے ہوں گے؟''
پہلا: ''نہیں یار! وہ تو ہمارے یہاں ٹی وی پر آتے ہیں۔''

اِسکول ٹیچر نے بچوں کو نیوٹن کا واقعہ سنایا: ''ایک دن نیوٹن باغ میں سیب کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ اُس کے سر پر ایک سیب آ گرا اور یوں اُس نے کششِ ثقل کا اُصول دریافت کرلیا۔''

پھر اُس نے بچوں سے پوچھا: ''آپ نے اِس بات سے کیا سبق حاصل کیا؟''
ایک بچہ بولا: ''یہی کہ اِسکول سے غائب ہونا کتنی اچھی بات ہے۔ اگر نیوٹن اُس دن اِسکول گیا ہوتا تو یہ اُصول کبھی دریافت نہ ہوتا۔''

سپاہی (ایک عورت سے): ''خاتون! جس کار نے آپ کو ٹکر ماری تھی۔ آپ نے اُس کا نمبر تو دیکھا ہوگا؟''

خاتون (سوچتے ہوئے): ''نہیں میں نے اُس کا نمبر نہیں دیکھا۔ البتہ اُس کار میں ایک اِسمارٹ سی عورت بیٹھی تھی۔ اُس نے گلابی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس کا کپڑا ساٹھ روپے میٹر

والا تھا۔ اُس کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی تھی جس میں نقلی ہیرا لگا ہوا تھا اور بالوں میں پیتل کا کلپ تھا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔''

ایک کنجوس لکھ پتی سے مرنے کے بعد فرشتے نے پوچھا: ''تم نے دُنیا میں کوئی نیکی کی ہو تو بتاؤ؟''

کنجوس نے جواب دیا: ''ایک دن میں نے فقیر کو ایک روپیہ دیا تھا۔ ایک مرتبہ محلے کی مسجد میں لوٹا رکھوایا تھا اور ایک بار ہسپتال کو پانچ روپے دیے تھے۔''

فرشتے نے کہا: ''یہ اپنے چھ روپے اور ایک لوٹا لو اور دوزخ میں چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

اپنے شاگردوں کو بجلی کے بارے میں بتاتے ہوئے، پرائمری اِسکول کے ٹیچر نے مناسب سمجھا کہ روزمرہ زندگی میں سے مثالیں دی جائیں۔ چنانچہ اُنھوں نے ایک شاگرد کو کھڑے ہونے کا اِشارہ کرتے ہوئے کہا: ''فرض کرو، میں پنکھے کا بٹن دباتا ہوں لیکن پنکھا نہیں چلتا ہے تو اُس کا کیا مطلب ہوا۔''

شاگرد نے جواب دیا: ''یہی کہ آپ نے بجلی کا بل ادا نہیں کیا ہے۔''

مجسٹریٹ (جیب کترے سے): ''تم نے اُس آدمی کی جیب سے بٹوا کس طرح نکالا کہ اُسے علم ہی نہیں ہوا؟''

ملزم فخر سے بولا: ''جناب! اِس علم کو سکھانے کی فیس پانچ سو روپے ہے۔''

پہلا دوست (دوسرے سے): ''اِس بار تمھیں سالگرہ پر کیا کیا تحفے ملے؟''

دوسرے دوست نے کہا: ''تحفے تو بہت ملے لیکن ایک باجا بہت اچھا ہے۔ ایسا تحفہ اِس سے پہلے کبھی نہیں ملا۔''

پہلا: ''اُس میں ایسی کیا خاص بات ہے؟''
دوسرا: ''امی مجھے اُس کو نہ بجانے کے لیے روزانہ پانچ روپے دیتی ہیں۔''

ایک دفعہ ایک بحری جہاز حادثے کا شکار ہوگیا۔ اِتفاق سے تین آدمی بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہ ایک بیابان جزیرے پر پہنچ گئے۔ اُن میں سے ایک آدمی کو ایک چراغ ملا۔ اُسے رگڑنے پر ایک جن حاضر ہوا۔ وہ تینوں جن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ جن نے اُن سے کہا: ''میں تمھاری ایک ایک خواہش پوری کرسکتا ہوں۔''

تینوں یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پہلا آدمی بولا: ''مجھے میرے والدین کے پاس لے چلو۔''

جن نے اُس کی خواہش پوری کردی۔

دوسرا آدمی بولا: ''مجھے میرے بیوی بچوں کے پاس لے چلو۔''

جن نے اُس کی خواہش بھی پوری کردی۔

پھر جن نے تیسرے آدمی سے اُس کی خواہش پوچھی تو اُس نے کچھ سوچ کر جواب دیا: ''میرا دل اُن دونوں کے بغیر نہیں لگ رہا، ایسا کرو تم اُن دونوں کو واپس لے آؤ۔''

اُستاد (شاگرد سے): شادی کارڈ پر، ''ج، س، م، ف'' لکھا ہوتا ہے۔ اُس کا کیا مطلب ہے؟

شاگرد کچھ دیر سوچ کر بولا: ''جناب! جوتوں سے مرمت فرمائیں۔''

ایک دوست (دوسرے سے): ''سمجھ میں نہیں آتا کہ شاہد نے اِتنی زبردست دوڑ کیسے جیت لی۔''

دوسرا دوست: ''اُس کے باپ نے کہا تھا۔ اگر وہ یہ دوڑ نہ جیت سکا تو اُسے نہانا پڑے گا۔''

ہوٹل میں گاہک نے ویٹر کو نخوت بھرے لہجے میں بلایا اور کہا: ''فرائی انڈے لے کر آؤ، زیادہ کچے ہوں نہ زیادہ پکے۔ اُنھیں اُلٹے مت کرنا۔ گھی زیادہ ڈالنا۔ دونوں پر ذرا سا نمک ڈال دینا۔ کالی مرچ مت چھڑکنا۔ زردی سخت نہ ہونے دینا اور نیچے سے جلے ہوئے نہ ہوں۔''

آرڈر سننے کے بعد ویٹر کھڑا رہا تو اُن صاحب نے غصے سے کہا: ''یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو جاتے کیوں نہیں؟''

ویٹر نے پوچھا: ''سر! انڈے کس مرغی کے ہونے چاہئیں۔''

ایک شخص نے پاگل خانے کی سیر کرتے ہوئے ایک پاگل سے پوچھا: ''تم یہاں کیوں آئے ہو؟''

پاگل نے جواب دیا: ''اِس کمبخت جمہوری نظام کی وجہ سے۔''

وہ شخص: ''وہ کیسے؟''

پاگل: ''لوگ کہتے ہیں کہ میں پاگل ہوں اور میں کہتا تھا کہ لوگ پاگل ہیں۔''

وہ شخص: ''پھر کیا ہوا؟''

پاگل: ''ہونا کیا تھا؟'' اُن کے حق میں ووٹ زیادہ پڑ گئے۔''

باپ نے بیٹی سے پوچھا: ''بتاؤ مرچوں میں کون سا وٹامن پایا جاتا ہے؟''

بیٹی نے جواب دیا: ''وٹامن سی''

باپ: ''وہ کیسے؟''

بیٹی: ''کیونکہ جب ہم مرچیں کھاتے ہیں تو سی سی کرتے ہیں۔''

ایک عورت نے دوسری سے کہا: ''تم میرے ڈاکٹر کے پاس جاؤ، وہ بہت قابل ہے۔''

دوسری عورت نے کہا: ''مجھے اُس کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔''

پہلی عورت بولی: ''تم اُس کے پاس جاؤ تو سہی وہ اِتنا قابل ہے کہ تمھیں کوئی نہ کوئی بیماری بتا ہی دے گا۔''

راہ گیر: (بھکاری سے): ''بابا! تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟''
بھکاری: ''یہ دیکھنے کے لیے کہ اِس دُنیا میں کتنے کنجوس ہیں۔''

ایک صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک طوطا بازار میں بکنے کے لیے آیا ہے، جو تین زبانیں جانتا ہے۔ وہ صاحب آزمانے کے لیے گئے اور جاتے ہی طوطے سے دریافت کیا: ''ہاؤ آر یو؟''

طوطا بولا: ''فائن، تھینک یو۔''

وہ صاحب دوبارہ بولے: ''کیا حال ہے؟''

طوطا بولا: ''ٹھیک ہے بھئی۔''

اُن صاحب نے تیسری دفعہ پھر پوچھا: ''کی حال اے؟''

اُس پر طوطا برہم ہوتے ہوئے بولا: ''او بیوقوفا حال ہی پوچھی جائے گا کہ کوئی ہور وی گل کرے گا۔''

ایک فوجی آفیسر کو گدھے پالنے کا بہت شوق تھا۔ اُس نے اپنے گھر پر کچھ گدھے پال بھی رکھے تھے۔ ایک دن اُسے معلوم ہوا کہ اُس کے ایک عزیز دوست کو ایک گدھے کی ضرورت ہے۔

اُس نے دوست کو خط لکھا: ''پیارے دوست! اگر تمھیں اچھے گدھے کی ضرورت ہو تو مجھے یاد کر لینا۔''

اُستاد نے شاگردوں سے کہا: ''یاد رکھو بیٹا! محنت کامیابی کی کنجی ہوتی ہے۔''
ایک شاگرد: ''سر! اُس کا تالا کہاں لگا ہوتا ہے؟''

ایک کوچوان (دوسرے سے): ''تمھارا گھوڑا سوکھی گھاس بڑے شوق سے کھا رہا ہے مگر میرا گھوڑا تو صرف ہری گھاس کھاتا ہے۔''

پہلا کوچوان بڑے فخر سے بولا: ''میں نے اپنے گھوڑے کی آنکھوں پر ہرے شیشوں کا چشمہ لگا رکھا ہے۔''

بیٹا (ماں سے): ''امی جان! اِس شیشی میں کون سا تیل ہے۔''

ماں نے جواب دیا: ''بیٹے! اِس میں تو گوند ہے۔''

بیٹا: ''میں بھی کہوں کہ میری ٹوپی سر سے کیوں نہیں اُتر رہی ہے۔''

کرکٹ ٹیسٹ میچ ہو رہا تھا۔ اسٹیڈیم کے گیٹ پر ایک لڑکا پاس دِکھا کر اندر جانے لگا تو گیٹ کیپر نے کہا: ''یہ تمھارا پاس تو نہیں ہے۔''

لڑکے نے جواب دیا: ''یہ میرے والد صاحب کا ہے۔''

گیٹ کیپر نے پوچھا: ''وہ کیوں نہیں آئے؟''

لڑکے نے جواب دیا: ''وہ بہت مصروف ہیں۔''

گیٹ کیپر نے پوچھا: ''وہ کیا کر رہے ہیں۔''

بچے نے جواب دیا: ''اپنا پاس تلاش کر رہے ہیں۔''

اُستاد (شاگرد سے): ''دودھ کی حفاظت کرنے کا اہم طریقہ کیا ہے؟''

شاگرد: ''جناب! دودھ کو پی لینا چاہیے۔''

میاں: میری بیوی مجھ سے بہت خوش ہے کیوں کہ وہ سبزی کاٹتی ہے، پکا میں لیتا ہوں۔ کھانا میں لگا دیتا ہوں۔ وہ کھا لیتی ہے۔ پانی وہ گرم کر دیتی ہے، برتن میں دھو لیتا ہوں۔ گاڑی میں دھوتا ہوں، چلا وہ لیتی ہے۔ بچے میں سنبھال لیتا ہوں، شاپنگ وہ کر لیتی ہے۔ ٹیلیفون وہ

کرتی ہے، بل میں ادا کر دیتا ہوں۔ صبح بچوں کو اُٹھا وہ دیتی ہے، تیار میں کر لیتا ہوں۔ لڑائی وہ کرتی ہے، منا میں لیتا ہوں اور آخر میں مجھ سے کہتی ہے: ''ارے میاں کوئی کام ہے تو بتا دو۔''

میں کہتا ہوں: '' آپ تھک گئی ہوں گی۔ آپ آرام کریں۔ مجھے بھی کچھ کرنے دیا کریں۔ آخر میں آپ کا شوہر ہوں، غیر تو نہیں۔''

ایک دوست (دوسرے سے): ''دیکھو! میری چائے میں ایک مکھی ہے۔''

دوسرا دوست: ''یار! دل چھوٹا نہ کرو، ایک مکھی زیادہ سے زیادہ کتنی چائے پی لے گی؟''

ایک بھکاری (راہ گیر سے): جناب! میں نے ایک کتاب ''روپے کمانے کے سو آسان طریقے'' لکھی ہے۔ میں کوئی معمولی بھکاری نہیں ہوں۔

راہ گیر نے حیران ہو کر پوچھا: ''تو پھر بھیک کیوں مانگتے ہو؟''

بھکاری بولا: ''یہ اُس کی سب سے آسان ترکیب ہے۔''

ایک صاحب گہری نیند سو رہے تھے کہ آدھی رات کو اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ جب اُنھوں نے ریسیور اُٹھایا تو دوسری طرف سے آواز آئی: '' آپ کو جو تکلیف ہوئی، اُس کی معافی چاہتا ہوں، بات یہ ہے کہ میں آپ کے پڑوس میں رہتا ہوں اور آپ کا کتا ساری رات بھونکتا رہتا ہے جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی۔ براہِ مہربانی اِس کا کچھ علاج کیجیے۔'' یہ کہہ کر اُنھوں نے فون بند کر دیا۔

اگلی رات کو اُسی وقت دوسرے صاحب نے اپنے پڑوسی کو ٹیلیفون کیا اور کہا: '' آپ کو جو تکلیف ہوئی، اُس کی معافی چاہتا ہوں، بات یہ ہے کہ وہ کتا میرا نہیں ہے۔''

ایک دیہاتی شہر میں آیا اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد جب اُس نے میٹر دیکھا تو اُس میں 200 روپے بنے تھے۔ جبکہ اُس کے پاس صرف 150 روپے ہی تھے۔

دیہاتی گھبرا کر بولا: ''روکو، روکو، گاڑی واپس لے چلو اور جہاں پر 150 روپے بنے تھے، مجھے وہیں اُتار دو۔''

پاگل خانے کا نیا داروغہ پاگلوں کے ساتھ باغ میں ٹہل رہا تھا۔ ایک پاگل نے بڑی محبت سے اُس کی طرف دیکھ کر کہا: ''ہم آپ کی بیحد قدر کرتے ہیں۔''

داروغہ نے خوش ہو کر پوچھا: ''وہ کیوں؟''

پاگل نے جواب دیا: ''اِس لیے کہ آپ بالکل ہمارے جیسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔''

ایک آدمی ڈاکٹر کے پاس گیا اور کہنے لگا: ''آپ گھر جا کر دیکھنے کی کتنی فیس لیتے ہیں؟''

ڈاکٹر نے جواب دیا: ''100 روپے۔''

اُس شخص نے کہا: ''تو پھر جلدی کریں میری بیوی گھبرا رہی ہوگی۔''

ڈاکٹر نے جلدی سے ضروری سامان لیا اور اُس آدمی کو کار میں بیٹھا کر چل پڑا ایک دروازے کے قریب جا کر اُس شخص نے کار رُکوالی اور کہا: ''یہ لیجیے 100 روپے۔''

ڈاکٹر نے پوچھا: ''کیا آپ مریضہ کو نہیں دِکھائیں گے۔''

آدمی نے جواب دیا: ''دراصل میری بیوی بیمار نہیں تھی۔ بات یہ تھی کہ کوئی بھی ٹیکسی والا 200 روپے سے کم میں مجھے یہاں لانے کو تیار نہیں تھا۔''

اُستاد (شاگرد سے): ''کل اپنے والد کو ساتھ لانا اُن سے بات کرنی ہے۔''

شاگرد: ''ماسٹر صاحب! میرے والد وکیل ہیں اور بغیر فیس کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتے۔''

ایک کنجوس (اپنے دوست کو ایک نیا مکان دکھاتے ہوئے): ''یہ ڈرائنگ روم ہے، یہ کھانے کا کمرہ ہے، وہ سامنے دو سونے کے کمرے ہیں اور یہ موسیقی کا کمرہ ہے۔''

دوست (حیرانی سے کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے): ''یہ کیسا موسیقی کا کمرہ ہے، نہ تو اُس میں کوئی ساز ہے، نہ ریڈیو نہ ٹیپ ریکارڈ پھر یہ موسیقی کا کمرہ کیسے ہوا؟''

کنجوس نے کہا: ''ارے سازوں کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اِس کمرے میں بیٹھ کر پڑوسیوں کا ریڈیو بخوبی سن لیتے ہیں۔''

سگریٹ نوشی کے ایک عادی شخص کو کسی نے مشورہ دیا کہ وہ یوگا کی مشق کرے۔ اِس طرح سگریٹ نوشی ترک کرنے میں آسانی ہوگی۔ دس ماہ کی طویل اور صبر آزما مشقت کے بعد وہ شخص یوگا میں ماہر ہوگیا۔

کسی نے اُس کی بیوی سے پوچھا: ''کیا یوگا کی مشقوں سے اُن کو کوئی فائدہ بھی ہوا ہے؟''

بیوی نے جواب دیا: ''جی ہاں! اب وہ سر کے بل کھڑے ہو کر بھی سگریٹ پی سکتے ہیں۔''

ایک بچہ بہت شرارتی تھا۔ وہ ہمیشہ پڑوسی کے کتے کو چھیڑتا رہتا تھا۔ ایک دن پڑوسی نے تنگ آ کر بچے کو ڈراتے ہوئے کہا: ''اگر اب تم نے میرے کتے کی ٹانگ مروڑی میں تمھاری ٹانگ مروڑوں گا۔ اگر تم نے میرے کتے کی گردن دبائی تو میں تمھاری گردن دباؤں گا۔''

بچے نے معصومیت سے کہا: ''انکل! اگر میں آپ کے کتے کی دم دباؤں تو پھر آپ کیا کریں گے؟''

ایک دوست (دوسرے سے): ''یار! اپنے خان صاحب کی قوتِ سماعت بالکل ختم ہوگئی ہے۔ اب شاید اُن کو نوکری سے نکال دیا جائے۔''

دوسرے دوست نے کہا: ''یار! کیسی باتیں کر رہے ہو، اُن کو تو ترقی دے کر شعبۂ شکایات کا اِنچارج بنا دیا گیا ہے۔''

ایک صاحب نے اپنی سالگرہ پر دوستوں کو مدعو کیا۔ دوستوں نے دیکھا کہ کیک کے بیچ میں موم بتیوں کے بجائے ایک بلب جل رہا ہے۔ دوستوں نے حیرت سے اُس کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا: ''یہ میری ساٹھویں سالگرہ ہے اور یہ بلب ساٹھ واٹ کا ہے، موم بتیاں بہت مہنگی تھیں۔''

کسی نے ہاکی کے کھلاڑی سے پوچھا: ''کالج میں تمھارا بھائی کیسا ہے؟''
کھلاڑی نے جواب دیا: ''ہاف بیک۔''
اُس آدمی نے پوچھا: ''میرا مطلب ہے، پڑھائی میں کیسا ہے؟''
کھلاڑی نے جواب دیا: ''اوہ! تعلیم کے میدان میں تو وہ فل بیک ہے۔''

مالک اپنے ملازم کو سمجھا تا جا رہا تھا: ''دیانت داری اور عقل مندی کامیاب تجارت کے لیے ضروری ہے۔ دیانت داری کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کسی سے وعدہ کرو تو اُسے پورا کرو، چاہے اُس میں نقصان ہی کیوں نہ ہو۔''
ملازم نے پوچھا: ''اور عقل مندی کا کیا مطلب ہے؟''
مالک بولا: ''ایسا کوئی وعدہ ہی نہ کرو جسے پورا کرنا پڑے۔''

کچھ لوگوں نے شوقیہ گلوکار کو اپنے گھر دعوت دی۔ جب گلوکار آیا تو اُس نے پوچھا: ''کون سا گانا سناؤں۔''
اُن لوگوں میں سے ایک نے کہا: ''کوئی سا بھی سنا دو، ہمیں تو پڑوسیوں سے مکان خالی کرانا ہے۔''

میڈیکل کا پروفیسر یونیورسٹی کے طلبا کو لیکچر دیتے ہوئے کہہ رہا تھا: ''اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ طریقۂ علاج ایلوپیتھی ہو یا ہومیوپیتھی یا طب یونانی کیونکہ سارے راستے قبر ہی کی طرف جاتے ہیں۔''

ایک شخص گھریلو جھگڑوں سے گھبرا کر ایک ہوٹل میں جا بیٹھا۔ بیرے نے آکر پوچھا:
''صاحب! آپ کو کیا چاہیے؟''
وہ شخص بولا: ''ایک پلیٹ تلی ہوئی مچھلی اور ہمدردی کے دو بول۔''
تھوڑی دیر بعد بیرے نے مچھلی کی پلیٹ لاکر میز پر رکھی اور پھر اُس شخص کے کان میں کہا: ''یہ مچھلی نہ کھانا باسی ہے۔''

گھر پر کوئی نہیں تھا۔ دودھ والے نے گھنٹی بجائی۔ اندر سے طوطے کی آواز آئی: ''کون ہے؟''
دودھ والے نے کہا: ''دودھ والا۔''
طوطے نے پھر پوچھا: ''کون ہے؟''
دودھ والے نے پھر جواب دیا: ''دودھ والا۔''
آخر بار بار ایک ہی سوال سے تنگ آکر دودھ والے نے پوچھا: ''آخر تم کون ہو؟''
طوطے نے کہا: ''دودھ والا۔''

اُستاد (شاگرد سے): ''غسل میں کتنے فرض ہوتے ہیں۔''
شاگرد: ''سر! تین فرض ہوتے ہیں۔''
اُستاد: ''کون کون سے۔''
شاگرد: ''تولیہ، صابن اور پانی۔''

آٹھویں کلاس کے طالب علم ایک سائنسی نمائش میں ایک تصویر کے سامنے کھڑے تھے۔
ایک نے دوسرے سے کہا: ''یہاں بتایا گیا ہے کہ آکسیجن گیس دو سو سال پہلے دریافت کی گئی تھی۔''
دوسرے نے حیران ہو کر پوچھا: ''واہ! پھر لوگ اِس سے پہلے کس طرح سانس لیتے تھے۔''

پاگل خانے کا معائنہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب ایک کمرے میں داخل ہوئے تو نرس نے کہا: ''ڈاکٹر صاحب! یہ کمرہ اُن ذہنی مریضوں کا ہے جو آٹوموبائل اِنجینئر اور میکینک ہیں۔''

ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا: ''لیکن یہ لوگ کہاں گئے ہیں؟'' بستر پر تو کوئی نظر نہیں آرہاہے۔''

نرس نے جواب دیا: ''جناب! سب کے سب بستر کے نیچے ہیں اور گاڑیوں کی مرمت کررہے ہیں۔''

اپنے موٹاپے سے بیزار ایک شخص ڈاکٹر کے پاس گیا تو اُس نے پچاس گولیوں سے بھری ایک شیشی اُسے پکڑادی۔ مریض نے پراُمید ہوکر پوچھا: ''ڈاکٹر صاحب! کیا یہ سب گولیاں کھانے سے میرے موٹاپے میں خاطر خواہ کمی ہوجائے گی۔''

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا: ''یہ گولیاں کھانے کے لیے نہیں ہیں۔ آپ ہرروز صبح سویرے بستر سے اُٹھنے کے بعد اِس شیشی کی تمام گولیاں فرش پر اُلٹ دیں اور شیشی اپنے قد کے برابر کسی اونچی جگہ پر رکھ دیں۔ اُس کے بعد باری باری ایک ایک گولی فرش سے اُٹھائیں اور شیشی میں ڈالتے جائیں۔ چند روز تک یہ علاج باقاعدگی سے کریں۔ اِن شاء اللہ اِفاقہ ہوگا۔''

کنجوس باپ (بیٹے سے): ''اگر میں تم کو ایک روپیہ دوں تو تم اُس کا کیا کروگے؟''

بیٹا: ''ابو! میں آپ کو واپس کردوں گا۔''

باپ نے حیران ہوکر پوچھا: ''وہ کیوں؟''

بیٹے نے جواب دیا: ''اِس لیے کہ میرے سوجانے کے بعد آپ میری جیب سے ایک روپیہ نکال لیں گے۔''

بیوی شاپنگ کرکے گھر آئی اور شوہر سے بولی: ''دیکھیے! میں آپ کے لیے کتنا اچھا رومال لائی ہوں۔''
شوہر نے حیرت سے کپڑے کو دیکھا اور بولا: ''اِتنا بڑا رومال! یہ تو کوئی چھ گز کا ہوگا۔''
بیوی بولی: ''آپ کے رومال سے جو کپڑا بچے گا، اُس کا میں سوٹ سلوالوں گی۔''

ایک گاہک نے حجام کی دُکان میں کھڑے ہوئے کتے کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے حجام سے کہا: ''یہ کتا کتنی توجہ سے تمھیں بال کاٹتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔''
حجام نے بے نیازی سے بال کاٹتے ہوئے کہا: ''کبھی کبھی گاہک کا کان کٹ کر نیچے گر جاتا ہے، یہ اِس چکر میں یہاں کھڑا رہتا ہے۔''

مصنف (نئے ملازم سے): ''یہ کون سا کاغذ جلا رہے ہو؟''
ملازم: ''وہی جو آپ نے ابھی ابھی لکھے ہیں۔ میں کوئی پاگل تو نہیں ہوں جو بغیر دیکھے سادہ کاغذ جلا دوں۔''

ایک صاحب (اپنے دوست سے): ''میرے ڈاکٹر نے وعدہ کیا تھا کہ میں ایک ہفتے میں اپنے قدموں پر چلنے لگوں گا۔''
دوست نے پوچھا: ''پھر کیا ہوا؟''
اُن صاحب نے جواب دیا: ''اُس کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ اُس کا بل دیکھتے ہی مجھے اپنی گاڑی فروخت کرنی پڑ گئی اور اب میں پیدل چل رہا ہوں۔''

ایک آدمی (دوسرے سے): ''اِس گھر میں نہ رہیں۔ یہ گدھوں کے رہنے کے قابل ہے۔''
دوسرا آدمی: ''آپ کو کیسے معلوم ہوا؟''
پہلا آدمی: ''پہلے میں خود یہیں رہتا رہا ہوں۔''

ایک اِنسپکٹر اِسکول کے معائنے کے لیے تشریف لائے۔ساتویں جماعت میں داخل ہوکراُنھوں نے بلیک بورڈ پرفقرہ لکھا:''ہم دودھ پیتا ہے۔''اورایک لڑکے کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے پوچھا:''اِس جملے میں کیاغلطی ہے؟''

لڑکے نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا:''جناب! آپ کی لکھائی بہت خراب ہے۔''

بیٹا(باپ سے):''ابوآپ تو مجھ سے بالکل بھی محبت نہیں کرتے۔جبکہ پڑوس والے انکل اپنے بیٹے کو چانداور تارا کہہ کرپکارتے ہیں۔''

باپ نے جواب دیا:''بیٹے! بات یہ ہے کہ وہ ماہرفلکیات ہیں اور میں جانوروں کا ڈاکٹر ہوں۔''

ایک آدمی(بچے سے):''کیاتم رات کو دُعاپڑھ کرسوتے ہو؟''

بچہ نے جواب دیا:''نہیں! البتہ میری ماں دُعاپڑھ کرسوتی ہیں۔''

آدمی:''وہ کیاپڑھتی ہیں؟''

بچہ:''یااللہ تیراشکر ہے،منا سوگیا۔''

اُستاد(شاگرد سے):''کل تم اِسکول کیوں نہیں آئے۔''

شاگرد:''جناب! کل میرے امی ابو کی لڑائی ہوگئی تھی۔''

اُستاد:''توتم کیا کررہے تھے۔''

شاگرد:''جناب! میں جوتیاں پکڑرہا تھا۔''

ماں نے بیٹے کو لیٹے دیکھ کرکہا:''تمھارے اِمتحان شروع ہونے والے ہیں اورتم ہو کہ رات دن سوتے ہی رہتے ہو۔''

بیٹے نے جواب دیا:''امی! ماسٹر صاحب نے کہا تھا کہ تم اُس وقت ہی پاس ہو سکتے ہو جب دن رات ایک کر دو۔''

ایک مرغی خانے کے مالک کو صاف ستھرے اور دیانت دار ملازم کی ضرورت تھی۔ ایک اُمیدوار آیا تو مالک نے اُس سے پوچھا:''اِس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم انڈے چوری نہیں کرو گے؟''

اُس نے جواب دیا:''جناب! اِس کا اندازہ اِس بات سے لگا لیں کہ میں نے ایک حمام پر تین سال نوکری کی اور ایک مرتبہ بھی نہیں نہایا۔''

ایک بوڑھی عورت نیند نہ آنے کے مرض میں گرفتار تھی۔ ڈاکٹروں سے مایوس ہو کر وہ ایک ماہر ہپناٹزم کے پاس گئی۔ وہ بھی اُنھیں بٹھا کر بہت دیر تک،'' آپ سو رہی ہیں۔ آپ کو نیند آ رہی ہے۔'' وغیرہ کہتا رہا مگر بات نہ بنی۔

بالآخر اُس نے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا:''میں معافی چاہتا ہوں، خاتون! میں آپ کو سلانے میں ناکام رہا۔''

اِس بات پر بوڑھی عورت نے کہا:''خیر، تم بالکل ناکام بھی نہیں ہوئے۔ کم از کم میری ٹانگیں سو گئی ہیں۔''

تنویر (طاہر سے):''میں اپنی شاعری سے دُنیا میں آگ لگا دینا چاہتا ہوں۔''

دوسرے دوست نے کہا:''میرے خیال میں تو زیادہ مناسب یہ ہو گا کہ تم اپنی شاعری ہی کو آگ لگا دو۔''

ایک شکاری نے دوسرے سے کہا:''میں نے مصر میں 100 چیتے مارے۔

دوسرا بولا:''مصر میں تو چیتے ہوتے ہی نہیں۔''

پہلا شکاری: ''ہوں گے کہاں سے، میں نے تو سب ختم کر دیے ہیں۔''

جج (ایک ملزم سے جس پر قتل کا الزام تھا): ''کیا تم نے مقتول کو قتل کیا ہے؟''

ملزم: ''جی نہیں جناب!''

جج (ہوشیاری سے): ''مگر مقتول کا بیان ہے کہ تم نے اُسے چھ گولیاں ماری تھیں۔''

ملزم (جلدی سے): ''یہ جھوٹ ہے میں نے اُس کو تین گولیاں ماری تھیں۔''

ڈاکٹر (ایک عورت سے): ''آپ کے شوہر کو سخت آرام کی ضرورت ہے۔ میں نے نیند کی دوا لکھ دی ہے۔''

عورت نے پوچھا: ''لیکن یہ دوا اُن کو دینی کب ہے؟''

ڈاکٹر: ''یہ دوا اُن کے لیے نہیں ہے بلکہ آپ کے لیے ہے۔''

مزدور نے تنخواہ میں اِضافے کا مطالبہ کرتے ہوئے کارخانے کے مالک سے کہا: ''جناب! میری شادی ہو گئی ہے۔''

مالک بولا: ''کارخانے کے باہر ہونے والے حادثات کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔''

ڈاکٹر نے مریض سے پوچھا: میں نے آپ کو ایک سال کے بچے کی ہلکی خوراک کھانے کو کہا تھا کیا آپ نے کھائی؟''۔

مریض نے کہا: ''جی ہاں کھائی تھی''۔

ڈاکٹر نے پوچھا: ''کیا کھایا تھا؟''۔

مریض نے جواب دیا: ''نارنگی کے چھلکے، تھوڑی سی مٹی ایک شیشے کی گولی اور کچھ کاغذ کے ٹکڑے''۔

ایک خاتون (دوسری سے): ''بہن تم مٹھائی کا ڈبا غسل خانے میں کیوں رکھتی ہو''۔
دوسری نے جواب دیا: ''بہن! یہی تو وہ جگہ جہاں کئی کئی ہفتے داخل نہیں ہوتا''۔

وکیل (ملزم سے): ''تمھیں کس الزام میں گرفتار کیا گیا ہے''۔
ملزم: ''سرکاری کام میں رکاوٹ ڈالنے کے الزام میں''۔
وکیل: ''تم نے کیا کیا تھا''۔
ملزم: ''پولس والا پانچ سو روپے مانگ رہا تھا اور میں اسے صرف دو سو روپے دینا چاہتا تھا''۔

ٹیکسی ڈرائیور (مسافر سے): ''جناب میں میٹر چلانا بھول گیا ہوں اس لیے سمجھ میں نہیں آتا آپ سے کتنے پیسے لوں؟''۔
مسافر: پریشانی کی کوئی بات نہیں میں اپنا بٹوا گھر بھول آیا ہوں''۔

ایک صاحب اپنی بد زبان اور جھگڑالو بیوی کو سپرد خاک کر کے لواحقین کے ساتھ گھر لوٹ رہے تھے کہ ایک دم آسمان پر زور سے بجلی کڑکی اور بارش شروع ہوگئی۔
ان صاحب نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا: ''معلوم ہوتا ہے اس کی روح اب اوپر پہنچی ہے''۔

ایک دس سالہ بچے نے ایک امیر بوڑھے سے کہا: ''اگر آپ مجھے تیس روپے دے دیں تو میں بچھڑے ہوئے والدین کے پاس پہنچ جاؤں گا''۔
امیر آدمی نے ترس کھا کر تیس روپے اس کو دیتے ہوئے پوچھا: ''بیٹے! تمھارے والدین کہاں ہیں؟''۔
بچے نے جواب دیا: ''وہ سامنے سنیما میں فلم دیکھ رہے ہیں۔''

ایک کنجوس نے اپنے پسندیدہ رسالے کے ایڈیٹر کو خط بھیجا جس میں اس نے لکھا تھا۔
''اگر آپ نے اپنے رسالے میں کنجوسوں کے متعلق لطیفے شائع کرنا بند نہ کیے تو میں اپنے ہمسائے سے آپ کا رسالہ مانگ کر پڑھنا بند کر دوں گا''۔

اسمبلی کا امیدوار تقریر کرنے کے بعد خاموش ہوا تو کسی نے زور دار آواز میں کہا: ''تم جھوٹے اور بے ایمان ہو میں تمھارے مقابلے میں شیطان کو ووٹ دینا پسند کروں گا''۔
امیدوار نے مسکراتے ہوئے کہا: ''ٹھیک ہے جناب! آپ کا دوست الیکشن میں کھڑا نہ ہوا تو پھر آپ مجھے ہی ووٹ دیجیے گا''۔

استاد نے شاگرد سے کہا: ''عینک کی تعریف کرو''۔
شاگرد نے عینک کی تعریف کچھ یوں کی: ''عینک اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کی ناک پر بیٹھ کر اس کے کان پکڑ لے''۔

قائداعظم کو بچوں سے بہت محبت تھی اور وہ ان کی معصوم خواہشات کا بہت خیال رکھتے تھے۔
ایک بار جب وہ طلبہ سے خطاب کرنے کے لیے آئے تو ان سے آٹوگراف لینے والوں کا ہجوم جمع ہو گیا ہر کوئی دستخط کے لیے قائداعظم کے سامنے خوبصورت آٹوگراف بک پیش کر رہا تھا۔
ایک لڑکا ایسا تھا جس کے پاس کوئی آٹوگراف بک نہ تھی مگر اسے قائداعظم سے آٹوگراف حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اس نے ڈرتے ڈرتے ایک سادہ کاغذ ان کے سامنے کر دیا قائداعظم بچے کو دیکھ کر مسکرائے اور جلدی سے کاغذ لے کر اس پر دستخط کر دیے اور یہ کہتے ہوئے کاغذ بچے کو تھما دیا۔
''بیٹا! تم تو گاندھی سے بھی بڑے نکلے، وہ آج تک مجھ سے سادہ کاغذ پر دستخط نہیں کرا سکا''۔

ایک سکھ شاعر جو بی اے پاس تھا غالب کے اشعار کی تشریح لکھنا شروع کی جب یہ شعر سامنے آیا۔

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

تو اس کی تشریح اس طرح کی کہ غالب کہتا ہے کہ
''موت جب بھی آئے گی دن کے وقت ہی آئے گی پھر رات کو نیند کیوں نہیں آتی؟''۔

ایک شخص کسی وکیل کے پاس آیا اور کہا: ''جناب میں نے ایک شخص کے چہرے پر مکہ مار کر اس کے دانت توڑ دیے ہیں اس نے مجھ پر مقدمہ کر دیا مہربانی کر کے آپ میری پیروی کریں۔
وکیل نے اس سے پوچھا: ''تم نے اسے مکہ کیوں مارا تھا؟''۔
اس شخص نے جواب دیا: ''جناب اس نے مجھے ایک ماہ قبل گینڈا کہا تھا''۔
وکیل نے حیران ہو کر پوچھا: ''تم نے ایک ماہ گزرنے کے بعد اس کو مکہ کیوں مارا ہے؟''
اس شخص نے معصومیت سے جواب دیا: ''جناب! دراصل میں نے گینڈا آج ہی دیکھا ہے''۔

اُستاد (شاگرد سے): ''اس فقرے کا ترجمہ انگلش میں کرو کہ صدر بازار میں گولیاں چل رہی ہیں''۔
شاگرد نے ترجمے کچھ یوں کیا "The tablets are running in the Sadar Bazar"

مالک نے نوکر کو ایک خط دے کر کہا: ''خط پر چار روپے کا ٹکٹ لگا کر لیٹر بکس میں ڈال دینا''۔
نوکر ذرا بے وقوف تھا اس نے ٹکٹ نہ لگائے اور خط کو لیٹر بکس میں ڈال دیا۔
مالک نے پوچھا: ''کیوں بھئی! خط پر ٹکٹ لگا دیے تھے نا؟''
نوکر نے خوشی سے جواب دیا: ''نہیں جناب میں آپ کے پیسے بچا لیے، ڈاکیے سے نظر بچا کر خط کو لیٹر بکس میں ڈال دیا''۔

ایک دوست (دوسرے سے): ''بتاؤ اس دنیا کا سب سے شریف آدمی کون ہے؟''۔
دوسرے نے کہا: ''یہ بتا کر میں اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بننا چاہتا''۔
پہلا: ''اچھا تو سب سے بے ایمان کون ہے؟''۔
دوسرا: ''یہ بتا کر میں تم سے دشمنی مول نہیں لینا چاہتا''۔

ایک کانسٹیبل نے کنویں سے بچاؤ بچاؤ کی آواز سن کر اس میں رسی ڈالی اور کھینچا تو ایک آدمی نظر آیا، اچانک دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو ایس پی صاحب ہیں۔
کانسٹیبل نے فوری طور پر رسی کو چھوڑ دیا اور سلیوٹ کرتے ہوئے کہا: ''السلام علیکم سر''۔

باپ (جمیل سے): بیٹا! غم نہ کرو تمھاری تقدیر میں فیل ہونا لکھا تھا تو تم فیل ہو گئے''۔
جمیل: ''تب تو اچھا ہوا ڈیڈی! میں نے پڑھائی میں محنت نہیں کی ورنہ ساری محنت بیکار ہو جاتی''۔

نوکر: ''جناب! ایک سامان بیچنے والا باہر کھڑا ہے وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے''۔
مالک: ''کون ہے''۔
نوکر: ''مونچھوں والا ہے''۔
مالک: ''اس سے کہہ دو ہمیں مونچھوں کی ضرورت نہیں ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں''۔

کشتی میں سفر کرتے ہوئے ایک پروفیسر نے ملاح سے پوچھا: ''تمھیں انگریزی آتی ہے؟''
''جی نہیں۔'' ملاح نے جواب دیا۔
پروفیسر نے کہا: ''تب تو تمھاری چار آنے زندگی بیکار ہے۔ اچھا حساب آتا ہے؟''
ملاح نے جواب دیا: ''جی نہیں۔''
''تب تو تمھاری چار آنے زندگی اور بیکار ہے۔'' پروفیسر نے کہا۔

اچانک طوفان آ گیا اور کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ ملاح نے پروفیسر سے پوچھا: ''کیا آپ کو تیرنا آتا ہے؟''

پروفیسر نے جواب دیا: ''نہیں۔''

ملاح بولا: ''تب تو آپ کی سولہ آنے زندگی بیکار ہے۔''

ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس نے مسافروں سے کہا: ''برائے مہربانی سب لوگ بیٹیاں باندھ لیں۔''

پہلی بار ہوائی جہاز میں بیٹھنے والے مسافر نے قریب بیٹھے شخص سے پوچھا: ''یہ مسافروں کو کرسیوں سے کیوں باندھ دیتے ہیں؟''

اُس شخص نے ازراہِ مذاق کہا: ''تاکہ اگر ہوائی جہاز کی ٹکر ہو جائے تو کوئی بغیر ٹکٹ مسافر بچ کر بھاگ نہ جائے۔''

ایک آدمی اپنے آباواجداد کی روایات کا بہت پابند تھا۔ ایک بار اُس نے عجیب وغریب وضع کا کوٹ پہن لیا۔ ایک دوست نے پوچھا: ''یہ کیسا کوٹ ہے؟''

اُس آدمی نے جواب دیا: ''بہت قدیم ہے۔ پہلے میرے دادا نے پہنا، پھر میرے باپ نے اور اب میں پہن رہا ہوں۔''

دوست بولا: ''یار! تم تو اِس کوٹ میں دولہا لگتے ہو۔ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟''

اُس آدمی نے جواب دیا: ''شادی کیسے کرسکتا ہوں۔ میں تو اپنے خاندان کی روایات کا پابند ہوں۔ شادی میرے دادا نے نہیں کی۔ میرے باپ نے نہیں کی تو میں شادی کیسے کرسکتا ہوں۔''

ڈاکٹر (مریض سے): ''تمھیں میری دوا سے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا؟''

مریض: ''نقصان تو ہوا ہے۔ آپ نے تین دن کی دوا پندرہ روپے میں دی تھی اور میں ایک ہی دن میں تندرست ہو گیا۔ بقیہ دس روپے کی دوا بیکار ہو گئی۔''

اُستاد (شاگرد سے): ''تمھیں شرم آنی چاہیے۔ تم نے حساب کے پرچے میں 100 میں سے صرف ایک نمبر لیا ہے۔''
شاگرد: ''جناب آپ ہی نے تو کہا تھا کہ زیرو کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔''

ٹکٹ چیکر نے ٹرین میں ایک مسافر سے ٹکٹ طلب کیا تو مسافر نے کہا: ''میرے پاس تو ٹکٹ نہیں ہے۔''
''اگر ٹکٹ نہیں ہے تو تم سفر کیسے کر رہے ہو؟'' ٹکٹ چیکر نے پوچھا۔
مسافر بولا: ''جیسے بیرنگ لفافہ کرتا ہے۔''

ڈاکٹر (مریض سے): ''آپ کو جب سردی سے بخار چڑھتا ہے تو کیا دانت بھی کٹ کٹ بجتے ہیں؟''
مریض: ''معلوم نہیں جناب! کیونکہ دانت تو رات کو میز پر رکھے ہوتے ہیں۔''

ایک فلم ساز نے نئی فلم بنائی اور فلم کا پہلا شو دیکھنے سینما پر پہنچے لیکن اُنھیں کچھ دیر ہوگئی تھی۔ اِس لیے اُنھیں سینما پر تماشائیوں کی بھیڑ نظر نہ آئی جس سے وہ فلم کی کامیابی یا ناکامی کا اندازہ کر سکتے۔ وہ سینما کے باہر پان والے کی دُکان پر گئے اور دُکان دار سے پوچھا: ''یہاں آج جو نئی فلم لگی ہے وہ کیسی ہے۔ رَش تو بہت ہوگا؟''
''کیا فرمایا، فلم لگی ہے؟ دُکان دار نے حیرت سے کہا: ''میں تو سمجھا تھا کہ آج کرفیو لگا ہے۔''

شادی کی ایک تقریب میں شامل دو خواتین کا آپس میں تعارف کرایا گیا اور وہ ایک دوسرے سے خاندانی حالات معلوم کرنے لگیں۔
پہلی خاتون نے کہا: ''ہمارا خاندان بہت پرانا ہے۔ شہنشاہ ظہیرالدین بابر سے لے کر اب تک پورا شجرۂ نسب محفوظ ہے۔ بھلا آپ کا خاندان کتنا پرانا ہے؟''

دوسری خاتون بولی: ''کچھ کہہ نہیں سکتی۔ بہرحال ہمارا خاندان حضرت نوح علیہ السلام سے بھی زیادہ پرانا ہے۔''

پہلی خاتون: ''بہت خوب — بہت خوب شجرۂ نسب تو محفوظ ہے نا؟''

دوسری خاتون: ''افسوس کہ ہمارے خاندان کا سارا ریکارڈ طوفانِ نوح میں بہہ گیا تھا۔''

گھر کے باہر کھڑا شکاری اپنے دوست کو ہاتھی کی عادات واطوار اور مزاج کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اُس نے بتایا، ''جب ہاتھی کو اپنی مادہ یعنی ہتھنی کو بلانا ہوتا ہے تو وہ اِس طرح کی آواز منہ سے نکالتا ہے۔'' یہ کہہ کر شکاری نے منہ سے ایک عجیب سی آواز نکالی۔

فوراً ہی اُس کی بیوی دروازے پر آئی اور پوچھا، ''کیا تم نے مجھے پکارا ہے؟''

ایک ڈاکٹر کے پرانے مریض نے ڈاکٹر سے کہا: ''میں بہت شرمسار ہوں کہ آپ کافی عرصہ سے میرا علاج کر رہے ہیں اور میں آج تک آپ کا بل ادا نہیں کرسکا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی آخری وصیت میں اپنی جائداد کا چوتھا حصہ آپ کے نام کردوں۔''

مریض کی خواہش سن کر ڈاکٹر نے جلدی سے کہا: ''ذرا نسخے والا کاغذ تو مجھے دیجیے، اِس میں ذراسی تبدیلی کرنی ہے۔''

پہلا شیخی خور: ایک بار میرے دادا نے پچاس من کی مچھلی پکڑی تھی۔

دوسرا شیخی خور: اور میرے دادا نے دریا سے جلتی ہوئی موم بتی نکالی تھی۔

پہلا شیخی خور: تم جھوٹ بول رہے ہو:

دوسرا شیخی خور: اگر یہ جھوٹ ہے تو تم مچھلی کا وزن کرو، میں موم بتی بجھا دوں گا۔

ایک افیمی نے نان کباب کی دُکان کھولی۔ ایک دن وہ دُکان پر نشے کی ترنگ میں بیٹھا تھا کہ ایک کتا آیا اور ایک نان اُٹھا کر بھاگ گیا۔ لوگ چلائے: "ارے پکڑو پکڑو! کتا نان لے کر بھاگ رہا ہے۔"

یہ سن کر اُس افیمی نے کہا: "کباب لینے آئے گا، تب پکڑوں گا۔"

بس میں سفر کے دوران ایک بڑے میاں ایک ڈاکٹر کی سیٹ کے سامنے بیٹھے زور زور سے کھانس رہے تھے۔ اُن کے کھانسنے سے تنگ آ کر ڈاکٹر نے اُنھیں چوسنے کے لیے ایک گولی دی۔ کچھ دیر بعد بڑے میاں کی کھانسی رُک گئی۔ ڈاکٹر اگلے اِسٹاپ پر اُتر گیا تو بڑے میاں نے یہ دیکھنے کے لیے کہ گولی کون سی ہے جس نے اِتنی جلدی کھانسی روک دی، اپنے منہ سے وہ گولی نکالی تو وہ شرٹ کا بٹن تھا۔

ایک شخص تصویروں کی دُکان میں گیا۔ اُسے ایک تصویر بہت پسند آئی جو کسی بہادُر سپاہی کی معلوم ہوتی تھی۔ اُس نے دُکان دار سے قیمت پوچھی، "صرف 100 روپے۔" دُکان دار نے بتایا۔

اُس شخص کے پاس 95 روپے تھے۔ وہ گھر گیا اور دوسرے دن 100 روپے لے کر دُکان پر پہنچا تو وہ تصویر بک چکی تھی۔ اُس کے چند دن بعد وہ آدمی اپنے ایک دوست کے گھر گیا تو وہاں وہی تصویر دیوار پر ٹنگی دیکھی، "یہ تصویر کس کی ہے؟" اُس نے دوست سے پوچھا۔

"ہمارے ایک بزرگ کی ہے،" دوست نے جواب دیا۔

اُس شخص نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا، "5 روپے کم پڑ گئے تھے ورنہ یہ ہمارے بزرگ ہوتے۔"

ایک خاتون نے کئی ہیٹ دیکھنے کے بعد ایک ہیٹ پسند کر لیا۔ دُکان دار نے کہا، "یہ بہت خوبصورت ہے، اِسے پہن کر آپ اپنی عمر سے 10 سال کم لگتی ہیں۔"

اُس خاتون نے گھبرا کر جلدی سے ہیٹ واپس کرتے ہوئے دُکان دار سے کہا، ''مجھے ایسا ہیٹ نہیں چاہیے، جسے اُتار کر میں 10 سال بڑی لگوں۔''

فوٹوگرافر نے میاں بیوی کی تصویر کھینچتے وقت بیوی سے کہا، ''آپ اپنے شوہر کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیں، فوٹو حقیقی آئے گی۔''

شوہر نے جلدی سے کہا، ''حقیقی فوٹو تو اِسی وقت آئے گی جب اُس کا ہاتھ میری جیب میں ہوگا۔''

جنت اور جہنم میں رہنے والوں کا آپس میں جھگڑا ہوگیا۔ اِس لڑائی میں زیادہ نقصان جنت والوں کا ہوا۔ اُنھوں نے جہنمیوں کو دھمکی دی، ''خدا کے دربار میں تم لوگوں پر مقدمہ چلایا جائے گا، پھر دیکھنا تمھارا کیا حال ہوگا۔''

جہنم والوں نے ہنس کر کہا، ''جاؤ، جاؤ! تم سے جو ہوسکتا ہے کرلو لیکن یاد رکھو مقدمے میں جیت ہماری ہوگی کیونکہ سارے وکیل ہمارے پاس ہوں گے۔''

ماں نے گھر سے باہر جاتے ہوئے اپنے بچے سے کہا، ''دیکھو بیٹا! کوئی بھی آئے اور میرے بارے میں پوچھے تو کہنا کہ امی ابو کے ساتھ گئی ہوئی ہیں۔''

تھوڑی دیر کے بعد بچے کا باپ گھر میں داخل ہوا اور اُس نے بچے سے پوچھا، ''تمھاری ماں کہاں ہے؟''

بچے نے کہا، ''وہ میرے ابو کے ساتھ باہر گئی ہوئی ہیں۔''

ایک شرابی نشے میں دُھت ایک پاؤں فٹ پاتھ پر اور ایک پاؤں سڑک پر رکھتا ہوا چل رہا تھا کہ تھانے دار نے آکر اُسے ڈنڈا رسید کیا اور کہا، ''کتنی پی رکھی ہے تم نے؟''

''یاد دِلانے کا شکریہ۔'' شرابی نے کہا، ''ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ میں لنگڑا ہوگیا ہوں۔''

سنیما ہال میں بیٹھا ایک تماشائی اوپر بالکنی کی طرف دیکھتے ہوئے چلایا،" ارے یہ اوپر سے شربت کون پھینک رہا ہے؟"

یہ سن کر بالکنی میں بیٹھی عورت اپنے شوہر سے کہنے لگی،" سنا آپ نے؟ اِسی لیے تو کہہ رہی تھی کہ منے کو پیشاب کرانے باہر لے جائیں۔"

ایک آدمی اپنے دوست سے ملنے اُس کے گھر پہنچا تو دوست بلی کو نہلا رہا تھا۔ اُس نے دوست سے کہا،" یار! بلی کو کیوں نہلا رہے ہو؟ یہ مر جائے گی۔"

دوست بولا،" میں تو اِسے روز نہلاتا ہوں۔"

چند دن بعد وہ آدمی پھر اُس دوست کے گھر گیا۔ دیکھا کہ بلی مری پڑی ہے۔ اُس آدمی نے دوست سے کہا،" یار! میں نے کہا تھا نا کہ بلی کو مت نہلاؤ، مر جائے گی۔"

دوست نے کہا،" بلی نہلانے سے نہیں مری ہے۔ آج میں جلدی میں تھا اِس لیے اُسے نہلانے کے بعد جلد سکھانے کے لیے نچوڑ رہا تھا کہ مر گئی۔"

ایک خاتون کار چلا رہی تھی کہ سامنے سے آنے والی کار اُس کی کار سے ٹکرا گئی۔ وہ خاتون غصے میں کار سے اُتری اور دوسری کار کے ڈرائیور سے بولی،" تم لوگ نہ جانے کس طرح کار چلاتے ہو، تمھارا دھیان کدھر رہتا ہے۔ صبح سے یہ چوتھی کار ہے جس سے میری ٹکر ہوئی ہے۔"

ٹرین میں ایک بہت ہی بدصورت آدمی فرسٹ کلاس میں سفر کر رہا تھا۔ ٹکٹ چیکر نے اُس سے ٹکٹ طلب کیا،" میرا چہرہ ہی میرا ٹکٹ ہے۔" اُس آدمی نے کہا۔

ٹکٹ چیکر بولا،" تب تو آپ کو جرمانہ بھی دینا ہوگا اور ٹکٹ کے بھی مزید پیسے دینے ہوں گے کیونکہ آپ فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے ہیں جبکہ آپ کا ٹکٹ تھرڈ کلاس کا ہے۔"

ایک بے وقوف قبرستان سے گزر رہا تھا کہ اُس کی نظر ایک قبر کے کتبے پر پڑی۔ کتبے پر لکھا تھا، ''ایماندار وکیل۔''

اُس بے وقوف کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ اُس نے دو تین بار کتبہ پڑھا۔ پھر اپنے آپ سے کہنے لگا، ''قبرستان والے بھی پاگل ہیں، دو آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفنا دیا۔''

ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ ماہرِ نفسیات کے پاس پہنچا اور اُس سے کہنے لگا، ''بڑی پریشانی ہے کہ ہم میاں بیوی کسی بھی بات پر ایک دوسرے سے متفق نہیں ہوتے حالانکہ ہماری شادی کو آٹھ برس ہو چکے ہیں۔''

بیوی نے جلدی سے کہا، ''نہیں سرتاج! آٹھ نہیں نو برس ہوئے ہیں۔''

ایک صاحب ہوٹل میں بیٹھے تھے۔ کھانا آنے میں بہت دیر ہو گئی تو وہ چلائے، ''بیرا، ذرا ایک کاغذ اور قلم لاؤ۔''

''وہ کس لیے جناب؟'' بیرے نے حیران ہو کر پوچھا۔

اُن صاحب نے کہا، ''اِتنی دیر ہو گئی ہے اور کھانے کا نام ونشان نہیں، کم از کم یہ وصیت میری اولاد کے کام آئے گی اور وہ بغیر آرڈر دیے آ کر کھانا کھا لیں گے۔''

دو دوست کھانے پینے کی ایک تقریب میں شریک ہوئے۔ دو دن بعد اُن کی دوبارہ ملاقات ہوئی۔

پہلا دوست: ''یار! کیا تم اُس رات صحیح سلامت اپنے گھر پہنچ گئے تھے؟''

دوسرا دوست: ''نہیں بھائی۔ اُس رات میرے ساتھ بہت برا ہوا۔ میں نشے میں چور گھر کی بجائے پولیس اِسٹیشن جا پہنچا اور مجھے وہ رات حوالات میں گزارنا پڑی۔''

پہلا دوست: ''یار! تم تو بہت خوش قسمت ہو لیکن میری بدنصیبی دیکھو کہ پارٹی سے نکل کر میں سیدھا گھر جا پہنچا۔''

ایک دوست (دوسرے سے): ''کیلوں کے ساتھ اُن کے چھلکے بھی کھانے چاہئیں۔''

دوسرا دوست (حیرت سے): کیوں؟ کیا چھلکے کھانے سے ہاتھ پاؤں زیادہ اچھے رہ سکتے ہیں؟''

پہلا دوست: ''ہاں! لیکن کھانے والوں کے نہیں، راہ سے گزرنے والوں کے۔''

ڈاکٹر (مریض سے): ''آج تمھاری طبیعت کیسی ہے؟''

مریض: ''بہت خراب۔ آج تو وہ چیزیں بھی کھانے کو جی نہیں چاہتا جن سے آپ نے منع کر رکھا ہے۔''

جج (خاتون سے): ''تمھیں شرم آنی چاہیے، تم نے اپنے شوہر کے سر پر کرسی کیوں ماری؟''

خاتون: ''اِس لیے جناب کہ میز بہت بھاری تھی اور میں تنہا اُسے نہیں اُٹھا سکتی تھی۔''

آپریشن سے پہلے ڈاکٹر نے مریض کو تسلی دیتے ہوئے کہا، ''گھبرانے کی ضرورت نہیں، تمھارا آپریشن ضرور کامیاب ہوگا اور تم بچ جاؤ گے۔''

''یہ آپ کیسے جانتے ہیں؟'' مریض نے پوچھا۔

ڈاکٹر بولا، ''اِس طرح کہ اب تک میرے ہاتھ سے نو آپریشن ناکام ہو چکے ہیں۔ یہ دسواں تو ضرور کامیاب ہوگا۔ مجھے پورا یقین ہے۔''

بیگم نے شوہر کے پلیٹ میں کھیر کم ڈالی اور بیٹے کی پلیٹ میں زیادہ۔ شوہر نے غصے سے کہا، ''بیگم! میری پلیٹ میں کھیر کم کیوں ڈالی ہے، تمھارا شوہر میں ہوں یا یہ؟''

بیگم بولی، ''یہ میرا بیٹا ہے یا تمھارا؟''

بیٹے نے باپ سے کہا، ''ابو! یہ میری ماں ہے یا تمھاری؟''

شوہر (بیوی سے)، ''اِنسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے بیگم کیونکہ انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔''
بیوی (غصے سے)، ''اور میرے ابا جان نے سب سے بڑی غلطی یہ کی تھی کہ میری شادی تم جیسے مفلس سے کر دی۔''

ایک آدمی پریشانی کے عالم میں ہوٹل پہنچا اور بیرے سے بولا، ''میرے لیے دو انڈوں کا آملیٹ بالکل جلا ہوا، دو توس کوئلے کی طرح سیاہ، ایک کپ چائے جو بالکل ٹھنڈی ہو، لے آؤ۔''
''لیکن جناب...؟'' بیرے نے حیران ہو کر کہنا چاہا۔
''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ اگر یہ چیزیں میرے آرڈر کے مطابق نہ ہوئیں تو بل ادا نہیں کروں گا۔'' وہ بیرے کی بات کاٹ کر بولا۔
بیرے نے اُس کے آرڈر کے مطابق چیزیں لا کر دیں۔ کھانے پینے کے بعد اُس آدمی سے بیرے نے پوچھا، ''جناب! اور کچھ چاہیے؟''
اُس آدمی نے کہا، ''ہاں! اب سامنے والی کرسی پر بیٹھو اور مجھے خوب ڈانٹو۔ کیونکہ آج مجھے اپنی بیوی کی یاد آ رہی ہے۔''

آٹھ منزلہ ہوٹل میں ایک مسافر ہوٹل کے بیرے پر بگڑ رہا تھا۔ اُس نے بیرے سے کہا، ''تم سمجھتے ہو کہ میں گاؤں سے پہلی بار آیا ہوں کہ تم مجھے اُلو بنا سکو۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں ایسے کمرے میں نہیں رہوں گا۔ کیا تم نے مجھے گدھا سمجھ رکھا ہے؟ اِس کبوتر خانے میں جس میں صرف ایک کرسی پڑی ہے میں نہیں رہ سکتا۔ مجھے اِس ڈربے کی بجائے کوئی اور کمرہ دِکھاؤ۔'' بیرے نے جھنجھلا کر کہا، ''اندر چلیں جناب اندر۔ یہ آپ کا کمرہ نہیں لفٹ ہے لفٹ۔''

گاؤں میں ایک جگہ کافی لوگ جمع تھے۔ ایک اجنبی وہاں پہنچا تو اِس نے لوگوں کے جمع ہونے کا سبب دریافت کیا۔ پتا چلا کہ ایک بڑھیا کی سالگرہ ہے اور آج وہ پورے سو برس کی ہو چکی ہے۔

بڑھیا کے پہلو میں ایک بوڑھا کھڑا تھا۔ وہ بے حد پریشان دِکھائی دے رہا تھا۔ اجنبی نے ایک آدمی سے پوچھا: ''وہ بوڑھا کون ہے اور اِتنا پریشان کیوں ہے؟ کہیں وہ بڑھیا کا شوہر تو نہیں ہے؟''

اُس آدمی نے جواب میں کہا: ''نہیں، وہ دراصل بڑھیا کا داماد ہے جو پچھلے پچاس برسوں سے بڑھیا کی زِندگی کے بیمہ کی قسطیں ادا کر رہا ہے۔''

دو دوست باتیں کر رہے تھے۔ ایک دوست بولا ''میرے دادا کے پاس اِتنی بڑی چٹائی تھی کہ سارا گاؤں اِس پر سو جاتا تھا۔''

دوسرے دوست نے کہا: ''میرے دادا تو اِتنے لمبے اور چوڑے تھے کہ وہ سارے گاؤں کی چٹائیاں ایک ساتھ بچھا کر اُن پر سوتے تھے۔''

پہلے دوست نے حیرت سے پوچھا: ''پھر سارا گاؤں کہاں سوتا تھا؟''

دوسرے دوست نے جواب دیا: ''وہ تو تمھارے دادا کی چٹائی پر سوتا تھا۔''

پولیس کے سپاہی نے ایک چور کو رنگے ہاتھوں پکڑا۔ اُس وقت اُس کے پاس ہتھکڑی نہیں تھی۔ سپاہی سوچنے لگا کہ چور کو کیسے باندھا جائے۔ چالاک چور نے اُس کی مجبوری محسوس کر کے کہا، سنتری صاحب! میں جا کر ہتھکڑی لے آتا ہوں۔'' یہ سن کر سپاہی نے اُسے ایک تھپڑ رسید کیا اور غصے سے بولا، ''بدمعاش! مجھے بیوقوف بناتا ہے اور بھاگنے کی فکر میں ہے۔''

چور بولا، ''نہیں جناب! قسم لے لیجیے، مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔''

سپاہی نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا، بکواس بند کر اور یہیں ٹھہر، میں خود جا کر ہتھکڑی لے آتا ہوں۔''

ایک شخص گھڑی ساز کے پاس پہنچا اور اُسے اپنی گھڑی مرمت کرنے کے لیے دیتے ہوئے کہا: ''اِسے ٹھیک کر دیں، میری غلطی سے گر گئی تھی۔''

گھڑی ساز نے غور سے گھڑی کا جائزہ لیا اور بولا: ''اِس کو گرانے میں آپ نے غلطی نہیں کی، غلطی تو آپ نے اِسے دوبارہ اُٹھا کر کی ہے۔''

نادر (اِنسپکٹر سے): ''جناب! مجھے آج کل دھمکی آمیز خط موصول ہو رہے ہیں۔''
پولیس اِنسپکٹر: ''کسی کو دھمکی آمیز خط لکھنا تو جرم ہے۔ کون لکھتا ہے آپ کو ایسے خط؟''
نادر: ''کمبخت محکمہ اِنکم ٹیکس والے۔''

ماں (بیٹے سے): ''شہزادے۔ اب اُٹھ بھی جاؤ، دیکھو کافی دن چڑھ آیا ہے۔''
بیٹا: ''امی! ہمیں مت جگاؤ۔ ہم اِس وقت شاہی تخت پر بیٹھے ہیں۔''

ایک آدمی نے نوکر کے ہاتھ اپنے دوست کو خط بھیجا۔ راستے میں نوکر سے وہ خط کھو گیا۔ اُس نے نیا لفافہ خریدا اور اِس میں ایک سفید کاغذ رکھ کر مالک کے دوست کے پاس لے گیا۔ دوست نے دیکھا کہ لفافہ کھلا ہوا ہے تو اُس نے نوکر سے پوچھا: ''کیا تمھارے مالک جلدی میں تھے جو لفافہ بند کرنا بھول گئے؟''

نوکر نے جواب دیا: ''جی ہاں! وہ تو اِتنی جلدی میں تھے کہ لکھنا بھی بھول گئے۔''

مالک (نوکر سے): ''ڈاکٹر نے میرے علاج کے لیے دوسو روپے کا خرچ بتایا ہے جبکہ مرنے پر چالیس روپے خرچ ہوتے ہیں۔''
نوکر: ''ہاں جناب! مہنگائی کا زمانہ ہے۔ آج کل وہی کام کرنا چاہیے جس میں خرچ کم سے کم ہو۔''

ایک آدمی ایک عالی شان ہوٹل پہنچا اور بیرے کو پانچ روپے کا نوٹ دے کر کہا: ''یہ تمھارا اِنعام ہے۔ میں شام کو آؤں گا۔''

بیرے نے خوش ہو کر کہا: ''جناب! جب آپ شام کو آئیں گے تو میں آپ کے لیے اچھی سی میز سنبھال کر رکھوں گا۔''

اُس آدمی نے بیرے کی بات سن کر کہا: ''نہیں۔ یہ پانچ روپے میں نے تمھیں اس لیے دیے ہیں کہ شام کو جب میں اپنی بیگم کے ساتھ یہاں آؤں تو تم کہنا کہ کوئی میز خالی نہیں ہے تا کہ میں اُسے کسی سستے ہوٹل میں لے جاسکوں۔''

مریض (ڈاکٹر سے): ''جناب مجھ سے فیس نہ لیں۔ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ میری مدد کریں۔ میں بھی کبھی نہ کبھی آپ کے کام آؤں گا اور آپ کا کام مفت میں کر دوں گا۔''

ڈاکٹر (حیرت سے): ''اچھا مگر تم کام کیا کرتے ہو؟''

مریض: ''جی میں قبرستان میں قبریں کھودا کرتا ہوں۔''

پوسٹل کلرک: یہ لفافہ بہت بھاری ہے۔ اس پر اور ٹکٹ لگانا پڑے گا۔

شخص (حیران ہو کر): مگر اس طرح تو وہ اور بھی بھاری ہو جائے گا۔

کتب فروش (لڑکے سے): تم روزانہ رسالوں کو الٹ پلٹ کر چلے جاتے ہو۔ آج تک کوئی رسالہ لیا بھی ہے؟

لڑکا: واہ جناب! میں دو تین رسالے روزانہ لے جاتا ہوں۔ آپ کو پتہ نہ چلے تو میں کیا کروں۔

اجنبی (ایک بچہ سے): یہاں سب سے عمدہ حجامت کہاں بنتی ہے؟

بچہ (جلدی سے): ہمارے اسکول میں۔

پولیس آفیسر نے نئے کانسٹیبل کو اُس کی ڈیوٹی سمجھاتے ہوئے کہا: ''وہ سامنے جو لال بتی نظر آرہی ہے وہاں تک تمھارا علاقہ ہے۔ اچھی طرح سے نگرانی کرو۔''

کانسٹیبل چل دیا۔ دو ماہ بعد وہ واپس آیا تو آفیسر نے پوچھا: ''کیوں بھئی، اِتنا عرصہ کہاں رہے؟''

کانسٹیبل بولا: ''اُس روز آپ نے جو لال بتی دِکھا کر کہا تھا کہ وہاں تک میرا علاقہ ہے اور میں اچھی طرح نگرانی کروں تو وہ لال بتی ایک ٹرک کی پچھلی بتی تھی اور وہ ٹرک ممبئی جا رہا تھا۔''

ایک جگہ تین دوست آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ایک دوست نے کہا: ''میرے چچا زبردست غوطہ خور ہیں۔ جب پانی میں غوطہ لگاتے ہیں تو دو دو تین تین گھنٹے پانی میں ہی رہ جاتے ہیں۔''

''بس بس!'' دوسرے دوست نے مسکرا کر کہا: ''میرے ابا غوطہ لگاتے ہیں تو تین چار روز تک پانی سے نہیں نکلتے۔''

تیسرے نے ہنس کر کہا: ''بس کرو بے وقوفو! میرے دادا نے ایک سال پہلے غوطہ لگایا تھا اور ابھی تک پانی سے باہر نہیں نکلے۔''

ایک خاتون کو اُس کے پڑوسی نے آ کر اطلاع دی: ''آپ کے شوہر کنویں میں گر گئے ہیں۔''

خاتون نے اِطمینان سے کہا: ''کوئی بات نہیں، ہم آج کل کے نلکے پانی کو پی رہے ہیں۔''

ڈاکٹر صاحب نے مریض سے پوچھا: ''اب تمھاری طبیعت کیسی ہے؟''

''جیسی کل تھی۔'' مریض نے جواب دیا۔

''میں پوچھ رہا ہوں کہ تمھاری طبیعت اب کیسی ہے؟'' ڈاکٹر نے دوبارہ سوال کیا۔

مریض نے کراہتے ہوئے کہا: ''یقین کریں ڈاکٹر صاحب، میں دُرست کہہ رہا ہوں، جیسی کل تھی۔''

ڈاکٹر نے غصے میں پوچھا: ''اچھا اور کل کیسی تھی تمھاری طبیعت؟''

مریض نے چیختے ہوئے جواب دیا: ''جناب جیسی آج ہے۔''

بیوی (شوہر سے): ''رات تم سوتے میں مجھے گالی دے رہے تھے۔''
شوہر: ''کون بے وقوف سو رہا تھا۔''

ایک شوروم کے مالک نے گاہک کو کاریں دکھاتے ہوئے کہا: ''جناب! آپ کو یہاں ایسی کاریں ملے گی جو پہاڑی پر بھی آسانی سے چڑھ جاتی ہے۔''
گاہک نے اُس کی بات سن کر کہا: ''یہ کون سی بڑی بات ہے، پچھلی بار آپ نے جو کار دی تھی وہ پہلے دن ہی ایک درخت پر چڑھ گئی تھی۔''

ذاکر (ظفر کو گھورتے ہوئے): تم نے میرے آتے ہی ریڈیو کیوں بند کر دیا؟
ظفر (سنجیدگی سے): دونوں میں سے ایک کا بجنا کافی ہے۔

اُستاد (ایک سوال کا جواب سن کر خوش ہوتے ہوئے): واہ سلیم! تم تو کمال کے لڑکے ہو!
سلیم: نہیں ماسٹر صاحب! میرے ابا جان کا نام تو عبدالکریم ہے۔

باپ (بیٹے سے): ارے تنویر! تم منے کے منہ میں مقناطیس کیوں ٹھونس رہے ہو؟
تنویر: ابا جان! منے نے چونی نگل لی ہے۔

ماسٹر جی: موہن بتاؤ آفیسر کے آگے سے اور کس کے پیچھے سے نہیں گزرنا چاہیے؟
موہن: جی! گھوڑے کے۔
ماسٹر جی: اچھا، اگر آفیسر گھوڑے پر سوار ہو تو کدھر سے گزرنا چاہیے؟
موہن: (جلدی سے) جی! گھوڑے کی ٹانگوں کے درمیان سے۔

امی: شہناز، تم بہت کام چور ہوگئی ہو۔
شہناز: نہیں امی، کام سے تو مجھے سخت نفرت ہے تو پھر میں اُسے چرا کر کیا کروں گی۔

میزبان: (نوکر سے) ایک گلاس شربت لانا۔
مہمان: (تکلف کرتے ہوئے) جی! میں شربت نہیں لوں گا۔
میزبان: (مسکراتے ہوئے) کوئی بات نہیں، شربت تو میں نے اپنے لیے منگایا ہے۔

ماں (بچے کو جھوٹ بولنے پر سزا دیتے ہوئے): جب میں تمھاری عمر کی تھی تو کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتی تھی۔
لڑکا: تو پھر اماں، جھوٹ بولنا کب سے شروع کیا۔

ایک صاحبہ بینک سے روپیہ نکلوانے کے لیے بینک پہنچیں۔ کاؤنٹر کلرک نے پوچھا: ''آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ وہی محترمہ ہیں؟''
یہ سنتے ہی اُن محترمہ نے اپنا پرس کھولا اور اُس میں سے آئینہ نکال کر اپنا چہرہ غور سے دیکھا اور تھوڑی دیر بعد جواب دیا: ''جی ہاں! مجھے پورا یقین ہے کہ میں وہی ہوں۔''

اُستاد: ''جاوید بتاؤ خدا نے ہاتھ پیر کس لیے بنائے ہیں؟''
جاوید: ''ہاتھ کان پکڑنے کے لیے اور پیر اُٹھک بیٹھک لگانے کے لیے۔''

ڈاکٹر (مریض سے): آپ کو کیا تکلیف ہے؟
مریض: حضور! مجھے شکایت نہیں، مرض ہے۔

ایک آدمی نے شادی کرنے کے لیے اخبار میں اشتہار دیا۔اشتہار میں لکھا تھا:

''مجھے ایک ایسے جیون ساتھی کی ضرورت ہے جس کا حسب نسب خالص ہو۔ جو وفادار، متحمل مزاج ہو اور خدمت گزاری میں بے مثال ہو۔خوبصورت ہونا ضروری نہیں مگر محنت سے کبھی جی نہ چرائے۔روکھی سوکھی کھا کر خدا کا شکر ادا کرے۔ذات،فرقہ نسل کی شرط نہیں۔بس صابر و شاکر ہو۔''

اس اشتہار کے دوسرے دن ایک گدھا اس کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔اس کی گردن میں ایک کاغذ لٹکا ہوا تھا جس پر لکھا تھا:

''آپ کا اشتہار پڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں،قبول فرمائیے۔''

کچھ لوگ بیٹھے ایک مرحوم شاعر کا ذکر کر رہے تھے۔اچانک ایک نوجوان نے ایک بوڑھے شاعر سے کہا:''حضرت! آپ کب کوچ کریں گے۔مجھے اپنے ایک عزیز کو پیام بھجوانا ہے۔''

شاعر نے جواب دیا:''میں یہ کام بخوشی انجام دیتا مگر افسوس کہ میرا گزر جہنم سے نہ ہوگا۔''

باپ نے اپنے باتونی بیٹے کو کھیل سے متعلق ساری باتیں بتانے کے بعد کہا:''دیکھو! میں تمھیں فٹ بال کے کھیل کے متعلق ساری باتیں بتا چکا ہوں۔اب کھیل کے درمیان میں کوئی بات مت پوچھنا۔''

بیٹا:''بس ایک بات اور بتا دیجیے کہ اگر دونوں ٹیمیں ایک ہی وقت میں گول کر دیں تو کیا ہوگا؟

مالک (نوکر سے): آج کا اخبار آیا ہے۔

نوکر: نہیں مالک میں آج کا اخبار کل ہی سے ڈھونڈھ رہا ہوں مگر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا۔

باپ: "بیٹا (جو امتحان دینے جارہا ہے) سوال حل کرنے کے بعد ایک مرتبہ ضرور دُہرالینا کہ کہیں کچھ غلطی تو نہیں رہ گئی ہے۔
بیٹا: مجھ کو لکھنے کے بعد وقت ہی نہیں ملتا ہے۔
باپ: تو کیا ہوا لکھنے سے پہلے ہی دُہرالینا۔

ایک اجنبی: (لڑکے سے) تم کہاں رہتے ہو۔
لڑکا: دُنیا میں۔

ایک دفعہ ایک آدمی کہیں جانے لگا تو اُس کے ایک دوست نے کہا: "دیکھو! بھئی وہاں ایک ہوٹل ہے جس کا منیجر مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ تم میرا نام لے لینا۔ تمھیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

اُس آدمی نے کہا اچھی بات ہے اور چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد جب وہ واپس آیا تو دوست نے پوچھا: "کیوں بھائی! میرا نام لینے کے بعد منیجر نے کیا کہا۔"
"اُس نے کمرہ کا کرایہ پیشگی مانگ لیا۔" اُس آدمی نے جواب دیا۔

مجسٹریٹ (چور سے): تم سائیکل چرا کر بھاگ رہے تھے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟
چور: (معصومیت سے) نہیں سرکار بالکل غلط ہے۔
مجسٹریٹ: پھر صحیح کیا ہے۔
چور: سرکار سائیکل پر بیٹھ کر بھاگ کیسے سکتے ہیں میں تو چلا رہا تھا۔

ایک فلسفی: "بچوں کا حافظہ بہت تیز ہوتا ہے۔"
دوسرا: "ہاں، اُن سے اگر کوئی وعدہ کیا جائے تو وہ کبھی نہیں بھولتے۔"

بچہ: آج اِسکول میں آگ لگ گئی تھی جو مشکل سے بجھائی گئی۔
والدہ: مگر تم رو کیوں رہے ہو۔
بچہ: میری پروگریس رپورٹ اُس میں جل گئی اُس میں لکھا تھا کہ میں پاس ہوں مگر اب اِسکول والوں نے مجھے فیل کر دیا ہے۔

''جب بیس برس بعد تم اپنے گاؤں میں آئے تو تم نے کیا تبدیلی دیکھی۔''
''کوئی نہیں۔''
''نئے چہرے دیکھے۔''
چہرے تو وہی تھے مگر نئے لوگوں نے پہن رکھے تھے۔

رحیم: (رحمٰن سے) یار اِس سال بہت گرمی پڑ رہی ہے۔
رحمٰن: اِتنی گرمی تو نہیں ہے۔ صبح تو برف جمی پڑی تھی۔
رحیم: کہاں؟
رحمٰن: ریفریجریٹر میں۔

وکیل: تمھارا مقدمہ بہت خراب ہے۔ بہتر ہے کوئی گواہ تیار کر لو۔ کوئی ایسا شخص ہے جو تمھاری گواہی دے سکے؟
ملزم: ہاں، ایک میرا ہمسایہ ہے لیکن اُس سے بھی کل میری لڑائی ہو گئی ہے۔
وکیل: کوئی بات نہیں، عدالت میں تو وہ سچ ہی بولے گا۔
ملزم: اِسی لیے تو میں ڈرتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک کنجوس کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اُسے یاد آیا کہ وہ لیمپ جلتا ہوا چھوڑ آیا ہے جس سے کافی تیل ضائع ہو جائے گا۔ وہ فوراً گھر واپس لوٹا اور دروازے میں کھڑے

ہو کر ملازم کو آواز دی، ''میں یہ کہنے کے لیے واپس آیا ہوں کہ میرے کمرے کا لیمپ بجھا دو کیا تم نہیں دیکھتے کتنا تیل ضائع ہو رہا ہے؟'' خادم نے جواب دیا،'' مالک! کیا آپ نے یہ نہ سوچا کہ واپس آنے میں آپ کے جوتے گھس جائیں گے؟'' کنجوس نے کہا،'' میں نے جوتے اُتار کر بغل میں رکھ لیے تھے۔''

سعید: بھائی جان کی شادی پر کیا تحفہ دوں؟
پرویز: انگوٹھی دے دو۔
سعید: وہ تو بہت چھوٹی ہوتی ہے۔
پرویز: تو پھر سائیکل کا ٹائر دے دو وہ بڑا ہوتا ہے۔

منیجر: (چپراسی سے) ایک بات بتاؤ اگر ہم اور تم دونوں اپنے اپنے عہدے بدل لیں۔ تم میری جگہ ہو اور میں تمھاری جگہ تو تم سب سے پہلے کیا کام کرو گے۔
چپراسی: میں سب سے پہلے چپراسی بدل دوں گا۔

ناناجان: (ننھے شاہد سے) تم میری بہادری کے قصے اتنے غور سے کیوں سن رہے ہو۔ جبکہ سبھی بچے بھاگ گئے۔
شاہد: تا کہ جب میں بھی بوڑھا ہو جاؤں تو یہی قصے سنا سکوں۔

پہلا دوست: تم نے دیکھا کہ وہ بدتمیز کنڈکٹر مجھے یوں گھور رہا تھا جیسے میں نے ٹکٹ ہی نہیں لیا۔

دوسرا دوست: ہاں، اور تم نے مجھے دیکھا تھا، میں کنڈکٹر کی طرف اِس طرح دیکھ رہا تھا جیسے میں نے ٹکٹ لے لیا ہو۔

اُستاد: (لڑکے سے) اِتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟
لڑکا: جناب میری دادی مر گئی تھی۔
اُستاد: اچھا— آئندہ ایسا نہ ہو۔

پروفیسر: آج کسی نے میرا بٹوا جیب سے نکال لیا۔
پولیس آفیسر: کیا آپ نے اپنی جیب میں کسی کا ہاتھ جاتا محسوس کیا تھا؟
پروفیسر: محسوس تو کیا تھا جناب! مگر میں سمجھا کہ یہ میرا ہی ہاتھ ہوگا۔

اختر: اگر تم میری بات ختم ہوتے ہی ایک جھوٹ بول دو تو تمھیں چار آنے دوں گا۔
عادل: چار آنے؟ ابھی تو تم آٹھ آنے کہہ رہے تھے۔

ایک چینی باشندہ سرِ بازار حکومت کو گالیاں بک رہا تھا کہ کیا واہیات حکومت ہے۔
ایک پولیس آفیسر نے اُسے پکڑ لیا۔ چینی باشندے کا نشہ ہرن ہوگیا۔ اُس نے کہا: مگر میں تو امریکی حکومت کے خلاف کہہ رہا تھا۔
پولیس آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا: ہمیں بے وقوف سمجھتے ہو کیا ہمیں نہیں معلوم کہ کون سی حکومت واہیات ہے۔

دوست (افیمی دوست سے): لو بھئی ایک خوش خبری لایا ہوں۔
افیمی (افیم کے نشہ میں): اچھا— تو اُسے الماری میں رکھ دو۔
دوست: تم عجیب آدمی ہو— کیا خوش خبری بھی الماری میں رکھی جاتی ہے؟
افیمی: تو پھر بچوں میں تقسیم کر دو۔

موہن: ڈیڈی کیا آپ آنکھیں بند کر کے دستخط کر سکتے ہیں؟
ڈیڈی: ہاں بیٹا بہت آسانی سے۔
موہن: تو آپ آنکھیں بند کر کے میری اسکول کی رپورٹ پر دستخط کر کے دکھایئے۔

ڈاکٹر (مریض سے): آپ کو کیا تکلیف ہے؟
مریض: حضور! سونے کے بعد نیند نہیں آتی۔

چھوٹا بچہ (ماں سے): امی یہ آسمان کیوں بنایا گیا ہے؟
ماں: اِس لیے اوپر کی بلائیں زمین پر نہ اُتر سکیں۔
چھوٹا بچہ: پھر یہ ماسٹر زمین پر کیوں اُتر آئے۔

وکیل: کل تم نے اُس آدمی کو گالیاں دیں۔ اور آج آتے ہی گونگے بن گئے ہو۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ تم مجرم ہو۔
ملزم: نہیں وکیل صاحب میں تو پیدائشی گونگا ہوں۔

جج (چور سے): کیونکہ تم پر چوری کا الزام ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اِس لیے تمھیں بری کیا جاتا ہے۔
چور (جلدی سے): تو پھر حضور وہ چرایا ہوا مال میں اِستعمال کر سکتا ہوں۔

اسپتال میں ایک مریض تکلیف کی وجہ سے چیخ رہا تھا، ''مر گیا، مر گیا، ہائے مر گیا۔''
اِتنے میں پاس کا ایک دوسرا مریض بولا، ''چپ رہو، کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مردہ باتیں کر رہا ہے۔''

پہلی پڑوسن (دوسری پڑوسن سے): بہن تم نے لفافہ بند کرنے کے بعد پتہ لکھنے کی بجائے کیل سے چھید کر کے اُس کے چاروں طرف لال روشنائی کیوں لگا رکھی ہے؟

دوسری پڑوسن: بہن میرے شوہر کا نام چھیدی لال ہے، لہٰذا، یہ لفافہ اُسی پتے پر اُن تک پہنچ جائے گا۔

باجی: میں نے تم سے لیمپ جلانے کو کہا تھا لیکن ابھی تک نہیں جلایا۔
منی: میں نے تو اُسی وقت چولھے میں ڈال دیا تھا لیکن مضبوط اِتنا ہے کہ ابھی تک نہیں جلا۔

ایک چھوٹا بچہ: ہمارے گھر میں جتنے بھی چمچے چھریاں ہیں اُن سب پر ہمارے ابا کا نام لکھا ہوا ہے۔
دوسرا بچہ: نام تو خیر ہمارے گھر کی چھریوں اور چمچوں پر بھی لکھے ہوئے ہیں مگر وہ سب مختلف ہوٹلوں کے نام ہیں۔

مہمان دوست: کیوں جی یہ تم روزرات کو دیا سلائی جلا کر کیا دیکھتے ہو؟
میزبان دوست: بھئی ٹیکس کی وجہ سے تیل مہنگا ہو گیا ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ کہیں دیا تو جلتا نہیں رہ گیا!

اُستاد: (ایک لڑکے سے) تم نے گھر کا کام کیا۔
لڑکا: جی ہاں۔
اُستاد: جی وہ تو گھر پر ہی ہے۔
اُستاد (غصے سے) کیا گھر پر ہے۔
لڑکا: جی گھر کے لیے میں کل آٹا، چاول، دیا سلائی اور مٹی کا تیل خرید کر لایا تھا۔

مسافر نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا، ''کس کمرے تک آگ پہنچ گئی ہے۔''
ملازم نے جواب دیا، ''آپ کے کمرے سے پانچ کمرے پہلے تک آگ پہنچ گئی ہے۔''

مسافر نے کروٹ بدل کر جواب دیا، ''پھر اِتنی جلدی میری نیند کیوں خراب کی۔ جاؤ برابر کے کمرے تک آگ پھیل جائے تو مجھے جگا دینا۔''

پہلی سہیلی (مذاق میں): کیا بتاؤں مجھے ایسی بیماری ہوگئی ہے جو اچھی ہی نہیں ہوتی۔

دوسری سہیلی (گھبرا کر): بتاؤ تو سہی، بات کیا ہے؟

پہلی سہیلی: وہی پرانی بیماری، جب سوتی ہوں تو آنکھ بند ہو جاتی ہے اور جب چلتی ہوں تو پیر آگے پیچھے ہونے لگتے ہیں۔

دوسری سہیلی (جو حاضر جواب تھی): خیر، فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے پاس ایک دوا ہے، اُسے سونے کے بعد اور اُٹھنے سے قبل کھانی پڑے گی۔ اِنشاء اللہ شکایت دور ہو جائے گی۔

ماسٹر (نعیم سے): مجھے خوشی ہے کہ تم اوّل رہے۔ اُمید ہے آئندہ بھی اچھے نمبر حاصل کرنے کی کوشش کروگے۔

نسیم: بہت اچھا جناب لیکن آپ بھی پرچے بھائی جان کے پریس میں چھپنے کے لیے بھیجتے رہیے گا۔

جج: اِس بات کا کیا ثبوت کہ یہ واقعہ 17 ہی تاریخ کو پیش آیا۔

گواہ: جناب سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اِس سے ایک دن پہلے 16 تاریخ تھی، اور ایک دن بعد 18 تاریخ۔

ایک مسافر (کنڈیکٹر سے): ارے ارے بس روکو ایک عورت گر گئی ہے۔

کنڈیکٹر: کوئی بات نہیں، اُس نے اپنا کرایہ دے دیا ہے۔

کنٹریکٹر: ہاں تو آپ کی بلڈنگ بن جائے گی، مگر پہلی منزل کے بیس ہزار اور دوسری منزل کے دس ہزار روپے ہوں گے۔
مالک: اچھا اچھا! فی الحال دوسری منزل ہی بنادو۔

گاہک: جناب آپ نے تو اُس کتے کی قیمت بہت بتائی مگر کون جانے یہ کتا وفادار ہے یا نہیں؟
مالک: اجی جناب! اُس کی وفاداری کیا پوچھتے ہو؟ میں اب تک بیس مرتبہ فروخت کر چکا ہوں، مگر ہمیشہ وہ میرے پاس ہی آجاتا ہے۔

پہلا: یہاں سے تشریف لے جائیے۔
دوسرا: کہاں ہے؟
پہلا: کیا چیز؟
دوسرا: وہی تشریف؟

پہلا گپی: ہمارے اُستاد سمندر میں ایک ہفتے تک متواتر تیرا کرتے تھے۔
دوسرا گپی: ہمارے اُستاد تیر کر سمندر کی تہہ سے موتی نکال لاتے تھے۔
تیسرا گپی: ہمارے اُستاد تو بغیر پانی کے ہی تیرا کرتے تھے۔

منھی: ابا کیا روشنائی بہت قیمتی ہے۔
ابا: نہیں تو لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو۔
منھی: اِس لیے کہ مجھ سے ذرا سی روشنائی قالین پر گرگئی تو امی نے مجھے بہت مارا۔

اُستاد: (شاگرد سے) بتاؤ ممتحن کے کیا معنی ہیں؟
شاگرد: وہی جو آپ نے اس دن بتائے تھے۔

اُستاد: ہم نے کیا بتایا تھا؟
شاگرد: لیجیے جب آپ ہی کو یاد نہیں تو پھر مجھے کیسے یاد رہے گا۔

فوجی: تم نے دس کارتوس خراب کر دیے۔ آخر تمھاری گولی اِدھر اُدھر کیوں ہو جاتی ہے۔
رنگروٹ: جناب میں کیا کہہ سکتا ہوں یہاں سے تو ٹھیک جاتی ہے۔

مجسٹریٹ: تمھارے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ تمھیں بری کیا جاتا ہے!
ملزم: ایسا نہ کیجیے حضور! میں بھوکوں مر جاؤں گا!
مجسٹریٹ (حیرانی سے): کیوں؟
ملزم: حضور جیل میں روٹی تو مل جاتی ہے!

ڈاکٹر: کہو بھئی اب تمھارے آقا کی کیسی طبیعت ہے؟
نوکر: حضور ویسے تو اچھے ہیں لیکن کچھ گھبرا رہے ہیں۔
ڈاکٹر: اچھا اچھا اُن سے کہنا گھبرائیں نہیں میں اپنا بل ایک ہفتہ بعد بھیج دوں گا۔

گاہک: تمھاری گائے کتنا دودھ دیتی ہے۔
گوالا: چار سیر۔
گاہک: اور تم کتنا بیچ لیتے ہو۔
گوالا: آٹھ سیر۔

مالک نے نوکر سے کہا: ''کیوں بھئی۔ تم نے کل باغ کو پانی کیوں نہیں دیا؟''
نوکر نے کہا: ''جناب پانی کیسے دیتا کل تو بارش ہو رہی تھی۔''
مالک بولا: ''تو کیا ہوا، چھتری لگا کر پانی دے دیتا۔''

ایک سنیما ہال میں فلم دیکھنے کے دوران ایک عورت نے اپنی سہیلی سے پوچھا" بہن!
تم نے کبھی آنکھیں بند کر کے فلم دیکھنے کی کوشش کی ہے؟"
پیچھے بیٹھے ہوئے کسی آدمی کی آواز آئی:
"محترمہ! آپ نے کبھی منہ بند کر کے فلم دیکھنے کی کوشش کی ہے؟"

ایک ہاتھی اور چیونٹی میں دوستی ہوگئی۔
دونوں سیر کے لیے جنگل نکلے اچانک ہاتھی نے شکاریوں کی ایک ٹولی کو دیکھا۔
وہ فوراً چیونٹی سے بولا:
"تم کہیں چھپ جاؤ، شکاری ہماری جان لینے آرہے ہیں۔"
چیونٹی نے جواب دیا: "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔
اگر وہ تم پر وار کریں تو تم میرے پیچھے چھپ جانا۔"

ناہید (نجمہ سے): نجمہ! تمھاری زلفیں بہت ملائم اور خوبصورت ہیں۔"
نجمہ (حیرت سے): "تمہیں کیسے پتا چلا؟"
ناہید: "تم باتھ روم جاتے وقت اپنی زلفیں ڈریسنگ ٹیبل پر ہی بھول گئی تھیں۔"

ایک بہت بوڑھے شخص سے کسی نے پوچھا:
"جناب! آپ کی 90 سالہ عمر کا اصل سبب کیا ہے؟"
بوڑھے نے جواب دیا: "اس کا سبب ایک ہی ہے کہ میں نوے سال پہلے پیدا ہوا تھا۔"

ایک سیاسی پارٹی کے دو لیڈروں کے درمیان گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔
بحث کے دوران ایک لیڈر نے کہا: میں جانتا ہوں آپ کس کے اشارے پر ناچ
رہے ہیں۔"

دوسرے لیڈر نے بگڑتے ہوئے کہا:
''سیاسی بحث میں میری بیوی کو کیوں گھسیٹتے ہو۔''

بیوی نے مسکراتے ہوئے شوہر سے کہا: ''دیکھیے میں آپ کے لیے ایک سوٹ لائی ہوں۔''
شوہر نے حیرت سے پوچھا: ''آج تمھیں میرا خیال کیسے آگیا؟''
بیوی نے جواب دیا: ''خیال کیوں نہ آتا، تین ساڑھیوں کے ساتھ مفت میں جو مل رہا تھا۔''

ایک لڑکا: ''میرے ابو میں بہت سی خوبیاں ہیں۔
بہادر ایسے جیسے شیر، تندرست ایسے جیسے ہاتھی، چالاک ایسے جیسے لومڑی۔''
دوسرا لڑکا: ''اگر ہم انھیں دیکھنا چاہیں تو ٹکٹ کہاں سے لینا پڑے گا؟''

ایک صاحب کی بینائی کمزور ہو رہی تھی۔ وہ آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس گئے۔
ڈاکٹر نے آنکھوں کا معائنہ کرنے کے بعد کہا: ''ابھی آپ عینک نہ لگوائیں بلکہ آپ گاجریں کھانا شروع کر دیں۔''
ان صاحب نے کہا: ''لیکن گاجریں تو ہمارے خرگوش بہت رغبت سے کھاتے ہیں۔ یہ عجب علاج ہے۔''
ڈاکٹر بولا: ''کیا آپ نے اپنے خرگوشوں کو بھی عینک لگاتے دیکھا ہے؟''

ہنسا اور ہنسانا صحت کے لیے بھی ضروری ہے اور اخلاق کے لیے بھی۔ اس سے سماجی زندگی میں بھی توازن بنا رہتا ہے۔ اس لیے لطیفہ گوئی کی روایت خاصی پرانی ہے۔ لطیفہ گوئی کے ساتھ ساتھ ادب کی مختلف اصناف میں طنز و مزاح کی آمیزش کا سلسلہ بھی بہت لمبا ہے۔ لطیفہ گوئی کی روایت بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک نظم میں اور دوسرے نثر میں۔ یہ کتاب لطیفہ گوئی کی نثری شکل ہے۔ ہنسو اور ہنساؤ (بچوں کے لطیفے) بچوں کی ذہنی تربیت کے خیال سے شائع کیے جا رہے ہیں۔ مگر زبان کو سیکھنے اور جذب کرنے کے عنصر کو بھی اس کتاب کی تیاری میں مرکزیت حاصل ہے۔ یہ کتاب جناب فیروز بخت احمد نے تیار کی ہے۔ ان کا بچوں کی تدریس سے پیشہ ورانہ تعلق بھی ہے۔ وہ ایک کالم نویس کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے مولانا آزاد کی شخصیت اور کارناموں پر بھی اردو، ہندی اور انگریزی میں متعدد مضامین لکھے ہیں۔

₹ 25/-

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
فروغ اردو بھون، ایف سی، 33/9،
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔ 110025